

تَزْيِيعُ الْمَعَاصِي وَالطَّبَقَاتِ

الْمَخَاءِ الدَّكَارِيَّةِ وَاللَّجَائِ



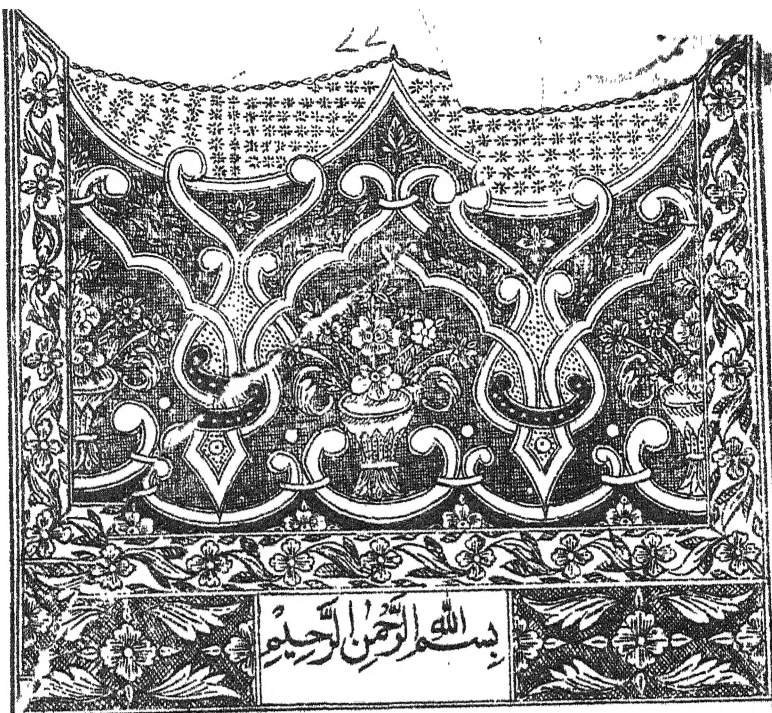
قَدْ طُبِعَ بِمَطْبَعِ مُفِيدٍ عَامِ الْكَائِنِ

فِي الْكَرَّةِ فِي سَنَةِ ١٣٠٢

الْهَجْرِيَّةِ



Checked  
1987



الحمد لله الذي حمده يتنعم اهل لقواب في دار الثواب وباسمه يتسلى هل الشقاء وان  
 آسأخى دوغم الحجاب ونوب اليه توبة من يؤقن انه رب الارباب و نرجوه رجاء من يؤمن  
 بانه الغفور لقواب والصلوة والسلام على اول انبيائه وخاتم رسله صلوة تهيئة  
 من مول المطلع يوم العرض والحساب وتمهد لنا عند الله تعالى زلفى وحسن ما ب  
 وعلى الدهر وصحبة خير آل واصحاب آما بعد اوضح خاطر خاطر اهل حق هو كه دنيا عالم  
 ملک و شهادت ہے اور آخرت عالم غیب و ملکوت مراد ہماری دنیا سے وہ حالت ہے جو قبل موت کے  
 ہوتی ہے اور مراد آخرت سے وہ حالت ہے جو بعد موت کے ہوگی سو دنیا و آخرت صفات و احوال  
 عبادین جو صفت و حال قریب ہے اسکا نام دنیا ہے اور جو متاخر ہے اسکا نام آخرت ہے  
 ہم اس رسالہ میں دنیا سے آخرت پر تکلم کرنا چاہتے ہیں مقصود ہمارا اس تکلم سے بیان کرنا  
 کیفیت توزع درجات و درجات کا آخرت میں ہے بحسب مراتب حسنات و سیئات دنیا کے اور ذکر کرنا

اقسام عباد کا باعتبار دایرین کے اور واضح کرنا انواع و نوب کا بہ نسبت صفات عباد کے اور ظاہر کرنا ان اسباب کا جن سے صغائر ذنوب جرائم عظام ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی بیان سے بڑھ کر کسی کا بیان نہیں ہے اور نہ رسول و اہل علم باللہ کے کشف سے کسی کا کشف زیادہ تر ہے ایسے ابتدا اس بیان کی کتاب اللہ سے کی گئی تھیں کلام عارفین باللہ سے اس رسالہ کے مطالعہ سے مومن مخلص یہ بات دریافت کر لیا کہ وہ منجملہ اقسام عباد کے دنیا اور آخرت میں کس قسم کے اندر منسلک ہے کیونکہ اسکا اعتقاد و عمل جس قسم کے موافق ہوگا وہی حالت اُس پر غالب سمجھی جائیگی ہر چند کہ کو انجام اخروی کسی مسلمان کا اس دنیا میں معلوم نہیں ہو سکتا مگر بیان رسول سے سوچنا انجام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرما دیا ہے اور انکو بشارت جنت کی دیدی ہے وہ تو بالیقین قطعی بہشتی ہیں باقی ساری امت اسلامیہ خطر عاقبت میں گرفتار ہے ایسے ایمان کو بین الخوف والرجا ٹھہرایا ہے۔

**مقدمہ** ہر انسان مکلف ہے ساتھ تین امر کے ایک یہ کہ اوامر و طاعات بجالائے دوسرے یہ کہ نواہی و مخالقات میں پڑے تیسرے یہ کہ تضاد و قدر سے ناخوش نہ ہو۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فتوح الغیب میں فرمایا ہے لا بد للعبد من امر یفعلہ و یحییٰ یجتنبہ و قد رتبہ علیہ اس کلام کا تعلق دو طرف ہے ایک طرف رب کے دوسرا طرف عبد کے رب کی طرف یہ ہے کہ اللہ کے حکم بندے پر دو طرح کے ہوتے ہیں ایک حکم شرعی دینی دوسرا حکم کوئی قدری سو حکم شرعی کا علاقہ امر سے ہے اور حکم کوئی کا علاقہ خلق سے الا لہ الخلق و الا امر اور حکم کوئی طلبی بحسب مطلوب کے دو طرح پر ہوتا ہے کیونکہ مطلوب اگر محبوب خدا ہے تو مطلوب اسکا فعل ہے و جو بایا استجابا اور اگر مغضوب ہے تو مطلوب اسکا ترک ہے تحریم یا کراہت تو یہ حکم دینی شرعی ہوا رہا حکم کوئی قدری سو یہ وہ مصائب ہیں جنکو اللہ نے مقدر و مقنی کیا ہے ان میں بندہ کی کچھ صنعت نہیں ہے بندہ کو ان آفات و مصائب پر صبر کرنا و صبر کرنا و صبر کرنا واجب ہے یا مستحب غرض کہ مرجع سارے دین کا انہیں تین قواعد کی طرف

ٹھہرتا ہے فعل امور ترک مخطور صبر علی المقدور پھر وہ بات جو طرف بندہ کے ہے اُسکا انکار  
 بھی ان تینوں امر سے نہیں ہو سکتا ہے جتنا کہ بندہ مکلف ہے ان اگر بندہ سے تکلیف  
 ساقط ہو جائے تو یہ تینوں امر بھی ساقط ہو سکتے ہیں والشیخ داہم ایحوم حوم ہذا الامور  
 الثلاثة حیث یقول یا بنی افعل لما مور اجتنب المخطور واصبر علی المقدور یہ وہی  
 تین چیزیں ہیں جنکی وصیت لقمان نے اپنے فرزند ارجمند کو کی تھی کما قال اللہ تعالیٰ یا بنی اقم الصلوة  
 وامر بالمعروف وانه عن المنکر واصبر علی ما اصابک قرآن کریم میں اسکے سوال اور  
 بھی آیات ہیں جو مشتمل ہیں ان اصول سہ گانہ پر مبنی بسط انکار رسالہ ادائتہ الاسکرین کیا ہے  
 وکل موضع قرن فیہ التقوی بالصبر اشتمل علی الامور الثلاثة فان حقيقة التقوی  
 فعل لما مور ترک المخطور واصبر علی المقدور غرض کہ سارے مقامات اسلام وایمان  
 واحسان کے انہیں اصول سہ گانہ کے ارد گرد پھرتے ہیں اور جتنے مابج عروج و نزول  
 ورد و قبول آخرت کے ہیں وہ انہیں امور ثلاثہ کے آس پاس چکر مارتے ہیں جس شخص نے  
 حقائق ان امور کو معلوم کر لیا ہے اور ان پر عامل قائم رہا ہے وہ فائز ہوا اور جس کسی نے  
 جتنا نقصان رگیا ہے وہ اسی قدر نازل و مخذول ہوا فحولہا کدندن وقد قال تعالیٰ  
 فمن ذخر عن النار وادخل الجنة فقد فاز وما الحياة الدنیا الا متاع الغرور  
 وقال تعالیٰ تلك الدار الاخرة فجعل اللذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبة  
 للمتقین ۵۵

## فصل

قال تعالیٰ فمن الناس من یقول ربنا اتنا فی الدنیا و المال فی الاخرة من خلاق ومنهم  
 من یقول ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخرة حسنة وقمنا عذاب النار اولئك لهم  
 العذاب بما کسبوا واللہ سریرہ اعلم اب پھر کوئی آدمی کہتا ہے اے رب ہمارے دے کہو



دنیا میں اور نہیں رہے تھکو آخرت میں کچھ حصہ اور کوئی انہیں یوں کہتا ہے اسے رب ہمارے  
 دے ہو دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی اور بچا ہو دوزخ کے عذاب سے یہ لوگ انھیں کو  
 کچھ حصہ اپنی کمائی کا اللہ جلد لیتا ہے **باب ۶** دعا ایک نوع ہے ذکر کی اللہ نے دعا کو  
 اس جگہ دو قسم ٹھہرایا ہے ایک وہ جو طالب ہے حظ دنیا کا اور طرف حظ آخرت کے التفات  
 نہیں رکھتا ہے موضع قرآن میں کہا ہے بنکو رغبت نری دنیا پر ہے وہ آخرت سے محروم  
 ہیں انتہی دوسرا وہ جو طالب ہے دونوں امر کا خلاق کہتے ہیں نصیب کو یعنی پہلے قسم کے  
 داعی کا آخرت میں کچھ حصہ نہوگا اسلئے کہ ساری فکر اسکی مقصور ہے دنیا پر وہ ارادہ غیر دنیا  
 نہیں رکھتا ہے اور نہ سوا دنیا کے کسی اور شے کا طالب ہے اس خبر میں معنی این ہی کے  
 یعنی اقتصار علی طلب الدنیا سے منع کیا ہے اور ذم ہے اس شخص کی جس نے دنیا کو غایت  
 رغبت و معظم مقصود اپنا ٹھہرایا ہے حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا ہے ہلاک ہو بندہ دنیا کا  
 اور بندہ درنہم کا اور بندہ لباس کا اگر دیا گیا راضی ہے اور جو نہ دیا گیا تو ناخوش ہی ہلاک  
 اور سرنگون ہو اور جب کاٹا لگے تو نکال دیا جائے **خروجہ البخاری** یہ دعا ہے حضرت کی  
 طالب دنیا پر ساتھ ہلاک کے وفی الباب احادیث کثیرہ تفسیر ہر دو حسنہ میں اختلاف ہے  
 کسی نے کہا مرد عافیت و زرق ہے دنیا میں اور نعیم جنت و رضا آخرت میں یا زوجہ حسنا  
 یمان اور حور عین و بان یا علم و عبادت اس جگہ اور جنت اس جگہ یا اول سے مراد عمل  
 صالح ہے اور ثانی سے مغفرت ذنوب پھر کسی نے کہا ہے کہ جسکو اللہ نے اسلام و قرآن  
 و اہل و مال دیا ہے اسکو دارین ہیں سنہ ملا قرطبی نے کہا ہے اکثر اہل علم اسپر ہیں کہ مراد  
 حسنین سے نعیم دنیا و آخرت ہے پھر کہا کہ یہی صحیح ہے اسلئے کہ لفظ ان سبکو مقتضی ہے  
 کیونکہ لکڑہ سیاق دعائیں آیا ہے پس محتمل ہے ہر حسنہ کو حسنات میں سے بطور بدل کے اور حسنہ  
 آخرت کا بالاجماع جنت ہے **۶** انسان چار طرح پر ہوتے ہیں ایک وہ ہیں جو دنیا و  
 آخرت دونوں جگہ میں آرام پائینگے انھیں کی طرف اس ریت میں اشارہ ہے اللہ تعالیٰ نے

حقین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرمایا ہے و آتیناہ فی الدنیا حسنة و انہ فی الآخرۃ  
 لمن الصالحین اکثر دنیا و صدق اسی آیت شریف کی گزرے ہیں جیسے داؤد و سلیمان  
 و موسیٰ علیہم السلام دوسرا وہ شخص ہے جو خاص آخرت کا طالب ہے اسکو کچھ واسطہ دنیا  
 نہیں ہے کہ ما قال تعالیٰ انا اخلصناہم بخالصۃ ذکری الدار و انہم  
 عندنا لمن المصطفین الاخیار اکثر رسول خدا کے موصوف ساتھ اسی صفت فاضلہ  
 کے تھے خصوصاً زہاد و رسل جیسے عیسیٰ و یحییٰ و زکریا علیہم السلام تیسرا وہ شخص ہے جو  
 مخصوص بطلب دنیا و محفوظ بمال و مال دنیا ہے آخرت کی کچھ پروا نہیں کرتا اول آیت  
 باب میں اسی طرف اشارہ ہے و هو ذبا للہ منہ چوتھا وہ آدمی ہے جو بیان اور و ان دون  
 جگہ محروم و مخدول ہے کہ ما قال تعالیٰ خسرو الدنیا و الآخرۃ و ذلک هو الخسران المبین  
 ان سب اقسام میں اعلیٰ درجہ قسم اول کا ہے پھر دوسرا درجہ قسم ثانی کا پس پس بن الیقیم  
 عدۃ الصابرین میں لکھا ہے قد انقسم الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اربعۃ  
 اقسام قسم لم یریدوا الدنیا و لم یردہم کالصديق رضی اللہ عنہ و من سلك سبیلہ و قسم  
 ارادہم الدنیا و لم یریدوا و ہا کہ عمر بن الخطاب و من سلك سبیلہ و قسم ارادوا  
 الدنیا و ارادہم الدنیا کخلفاء بنی امیۃ و من سلك سبیلہم حاشا عمر بن عبد العزیز فانہا  
 ارادتہ و لم یردہا و قسم ارادوا و ہا و لم یردہم کمن افقر اللہ منہا یدہ و اسکتہا فی قلبہ  
 و امتحنہ بجمعہا ولا یخفی ان خیر الاقسام القسم الاول والثانی لانہ لم یردہا فالتحقیق  
 بالاول انتہی پہلی قسم کا حال یہ ہے ۱

دنیا اگر دہند نہ جنیم زجاے خویش	من بستہ ام خای قناعت پیاسے خویش
و کہما قیل دنیا بہ نہر طلوت میا نہ غرقہ ازان حلال است زیادہ حرام	
درین دیا کہ شاہی برگد ان بخشند	غنیمت سہت کہ مارا ہمیں بس بخشند
دوسری قسم کا حال یہ ہے ۲	

آمد اندیشہ دنیا بطلبگار سے دل | گفتم آن شیفۃ یے سرو پا حاضر نیست

تیسری قسم کا حال یہ ہے

دلت ہر میطہد بر اختلاط صحبت دنیا | سہا داخنہر سپدا کنی زین قہر سوزا کے

چوتھی قسم کا حال یہ ہے

حرص قانع نیست بیدل ورنہ اسباب چنان | انچہ من در کار دارم اکثرش در کار نیست

قال تعالیٰ فمنہم من امن ومنہم من کفر بھ کوئی انہیں یقین لایا اور کوئی منکر ہوا  
**ف** یہ آیت دلیل ہے اس پر کہ ایک تقسیم نوع بشر کی طرف ایمان و کفر کی ہر کوئی انہیں میں سے ہوں  
 اور کوئی متعبد کفر بعد از قیام حجت وقال تعالیٰ ومن یرد ثواب الدنیا نوۃ منہا و  
 من یرد ثواب الاخرۃ نوۃ مہذا و سنجزی الشاکرین جو کوئی چاہیگا بدلا دنیا کا  
 اس میں سے دیگے ہم اس کو اور جو کوئی چاہیگا بدلا آخرت کا اس میں سے دیگے ہم اس کو ہم ثواب  
 دیتے ہیں احسان ماننے والوں کو فیسے جو لوگ اس دین پر ثابت رہیں گے ان کو دین بھی  
 ملیگا اور دنیا بھی لکن جو کوئی اس نعمت کی قدر جانے انتہی مافی موصوۃ قرآن اس آیت  
 میں اشارہ ہے طرف تقسیم مذکور کے وقال تعالیٰ منکم من یرید الدنیا و  
 منکم من یرید الاخرۃ کوئی تم میں چاہتا تھا دنیا اور کوئی تم میں چاہتا تھا آخرت  
 معلوم ہوا کہ بعض لوگ سلاطون میں بھی مرید دنیا ہوتے ہیں طرح کہ بعض دیگر مرید آخرت ہوتے ہیں سو  
 جنہوں نے لڑائی میں ہمراہ حضرت کے ارادہ دنیا کا کیا تھا آپ شکرست پڑی تھی قصہ غزوہ احد کا  
 کتبہ میں لکھا ہے وقال تعالیٰ منہم امۃ مقتصدۃ و کثیر منہم سوء ما یعملون  
 کچھ لوگ انہیں سیدھے ہیں اور بہت ان کے برے کام کر رہے ہیں **ف** یہ آیت حقیقین ہو  
 و نصاریٰ کے آئی ہے اس میں مع بعض مروم و ذم اکثرین فرمائی ہے یہ تقسیم ہے اہل کمال  
 کی طرف دو قسم کی بیچ میں انہیں کہتے ہیں امت مقتصدہ وہ لوگ ہیں جو نہ دین میں  
 منکر کریں اور نہ غلو وقال تعالیٰ و قطعنا ہم فی الارض امامنا منہم الصالحون و منہم

دون ذلک و بلونا ہم بالحسنات والسیئات لعلہم يرجعون متفرق کیا پہنے انکو مکاتین  
 فرستے فرستے بعضے انہیں نیک ہیں اور بعضی اور طرح کے اور آرایا انکو خوبون میں اور برائیوں میں  
 شاید وہ پھر آویں ف موضع قرآن میں کہا ہے یہود کی دولت برہم ہوئی تو آپسکی مخالفت سے  
 ہر طرف نکل گئے اور مذہب مختلف پیدا ہوئے یہ احوال اس امت کو سنایا کہ یہ سب کچھ انہیں  
 بھی ہوگا حدیث میں فرمایا ہے کہ اس امت میں بعضے بندہ و سوسہ ہو جائینگے انتہی اللہ عزوجل  
 پناہ دے ابن عباس نے کہا مرد حسنات سے رخصا و عافیت ہے اور مرد سیئات سے بلا و عقوق  
 یا نسب و جب و قال تعالیٰ فمنہم شقی وسعید فاما الذین شقوا ففی النار لہم فیہا  
 نزول و شقیق خالدین فیہا مادامت السموات والارض الا ما شاء ربک ان ربک  
 فعال لما یرید و اما الذین سعدوا ففی الجنة خالدین فیہا مادامت السموات والارض  
 الا ما شاء ربک عطاء غیر محدود و سوائین کوئی بخت ہے اور کوئی نیکیست سو وہ لوگ جو  
 بخت میں سواگ ہیں ہیں انکو وہاں چلانا ہے اور دھاڑنا رہا کرین اُس میں جنتک رہے  
 آسمان وزمین گرجو چاہے تیرا رب بیشک تیرا رب کرڈالتا ہے جو چاہے اور وہ جو نیکیست  
 ہیں سو جنت میں ہیں را کرین اُس میں جنتک رہے آسمان وزمین گرجو چاہے تیرا رب بخش ہے  
 بے انتہا ف تقسیم شعلق دار آخرت ہے کہ وہاں دو ہی طرح کے فریق ہونگے ایک شقی و دیگر  
 سعید پھر ہر ایک کا انجام ہی ذکر فرمایا ہے مراد انہم سے من الانفس یا من اهل الموقف  
 شقی وہ جسپر پختی لکھی گئی سعید وہ جسپر نیکیست لکھی گئی تقدیم شقی کی سعید پر سلیس ہے کہ مقام  
 مقام تخدیر ہے یا سلیس کہ شقی اکثر ہونگے اور سعید اقل جب یہ آیت اُتری عمر بن خطاب نے  
 کہا اے رسول خدا ہم کس بات پر عمل کریں شو مفروغ منہ پر یا غیر مفروغ منہ پر فرمایا بلکہ مفروغ  
 منہ پر جاری ہو چکیں سعید اے عمر کن ہر شخص کو وہی امر سان کیا گیا ہے جسکے لیے وہ پیدا ہوا ہے  
 ف یہ آیت دلیل ہے اس بات پر کہ اہل موقف دو ہی قسم میں انکے لیے تیسری قسم نہیں ہے  
 ظاہر آیت و حدیث اسکی دلیل ہے کہ ایک اور قسم باقی رہ گئی وہ مسکوت عنہ ہے جسکے منافی

برابر ہیں یا نہ سیات ہیں نہ حیات جیسے مجاہدین و اطفال سو وہ زیرِ شیت ہیں اُنکے حق میں جو چاہے  
 وہ حکم دے **وَقَالَ تَعَالَى مَنْكُمْ مَنِ يَتَّقِي وَمَنْكُمْ مَنِ يَرْوِى اِلٰى اٰرْطِ الْعَصَا لِكَيْ لَا**  
**يَعْلَمَ مَنْ بَعْدَ عِلْمِ شَيْئًا** کیونکہ تم میں پورا بھر لیا اور کیونکہ تم میں بھر چلا یا کئی عمر تک تاکہ سمجھ کے  
 پہنچے کچھ نہ سمجھنے لگے **ف** یہ تقسیم ہے عمر انسان کی دنیا میں کہ کوئی توجان مرنے سے اور کوئی  
 بوڑھا حرف ہو کر بعض علماء نے کہا ہے کہ عالم باکتاب و احمدیث گو معمر ہو جائے لیکن حرف  
 نہیں ہوتا حدیث میں استعاذہ کرنا حضرت کا ازلِ عمر سے آیا ہے مفسرین کہتے ہیں مراد  
 وفات سے اس جگہ موت قبل بلوغ اشد کے ہے اور مراد ازلِ عمر سے اخص و ادون  
 عمر ہے جسکو ہرم و ظرف کہتے ہیں عقلی نے کہا ہے یعنی ۵ سال اور بعض نے کہا ہے انہی سال  
 قیادہ نے کہا نوے برس یہاں تک کہ پھر وہ کچھ نہیں سمجھتا بوجہ تا یعنی پہلے وہ عالم بالاشیاء  
 تھا اور فہم رکھتا تھا اب بے علم و فہم ہو گیا مانند ہیئت اولی کے جس طرح کہ زمانِ طفولیت میں  
 بسبب سخافت اسے وقت و فہم و علم و فہم کے جو جاتا تھا وہ بھول گیا جو پہچانتا تھا اُسکا  
 انکار کرنے لگا و مثلاً **قوله تعالى لقد خلقنا الانسان في احسن تقويم ثم**  
**ردناه اسفل سافلين قولہ** ومن نصرتہ ننکسہ فی الخلق عکرمہ نے کہا من قرأ القرآن  
 لم یصو بہذہ الحالۃ یعنی یہ رد و کس خاص ساتھ غیر قرآن و قرآن و علماء کے ہے بلکہ انکی  
 عمر تو جتنی زیادہ ہوتی ہے اتنی ہی انکی عقل بڑھ جاتی ہے یہ ازل نہیں ہوتی **وَقَالَ تَعَالَى**  
**وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ طَمَعًا بِهِ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فَتْنَةٌ اَلْقَبَّ عَلَىٰ**  
**وَجْهِهِ خُسْرًا** دنیا و الاخرۃ و **وَذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانِ الْمُبِينِ** بعض آدمی بندگی کرتا ہے اللہ  
 کے کنارے پھر اگر ملگئی اسکو بھلائی چین کھڑا اُسپر اور اگر ملگئی اسکو جانچ پھر گیا اُسکا اپنے  
 منہ پر گنوائی دنیا و آخرت ہی ہے ٹوٹا صریح **ف** یعنی دنیا کی نیکی پائے تو بندگی پر قائم رہے  
 اور تکلیف پائے تو چھوڑ دے اُدھر دنیا گئی اُدھر دین گیا کنارے پر کھڑا ہے یعنی دل ابھی  
 اس طرف ہے نہ اُس طرف ہے جیسا کوئی مکان کے کنارے کھڑا ہے جب چاہے نکلا ہے

مفسرین نے کہا ہے مراد عبادت علی حرف سے تزلزل ہے یعنی بغیر یقین لانے کے وعدہ  
 وعید خدا پر عابد ہے بخلات مومن کے کہ وہ اللہ کی عبادت یقین و بصیرت پر کرتا ہے خیر کے  
 مراد رفا و صحت و عافیت و سلامت و خصب و کثرت مال ہے اگر یہ اشیا حاصل ہوئی تو  
 دین پر ثابت رہتا ہے اور عبادت پر استمرار کرتا ہے اور اگر کوئی مکروہ اہل مال نفس معیشت  
 میں پہونچا جیسے جذب و مرض و سائر محن تو جھٹ پٹ مرتد ہو گیا اُسی الجھکے فرہر گیا ایسا آدمی  
 داریں میں خاصہ ہوتا ہے **وَقَالَ تَعَالَى** من المؤمنین رجال صدقوا ما عاهدوا اللہ علیہ  
 فمنہم من قضیٰ شعبہ ومنہم من ینتظر و ما بدلوا ایمانہم والون من کتے مرد ہیں  
 کہ سچ کر دکھایا انہوں نے وہ امر جس پر قول کیا تھا اللہ سے پھر کوئی ہے انہیں کہ پورا کر چکا  
 وہ اپنا ذمہ اور کوئی ہے انہیں کہ راہ دیکھتا ہے بدلانہیں ایک ذرہ **ف** موضع قرآن  
 میں ہے ذمہ پورا کر چکا یعنی جہاد ہی میں جان دیکھا جیسے شہداء بدروا احد اور راہ دیکھتے  
 اور اصحاب میں جو جہاد پر استعداد ہیں موت کی راہ دیکھتے ہیں لکن رسول نے فرمایا کہ طلحہ  
 انہیں سے ہیں جو شہید ہو چکے انتہی یہ تقسیم ہے اہل جہاد فی سبیل اللہ کی کہ وہ دو طرح کے ہوتے ہیں  
 ایک شہید اور دوسرے غزاة منتظرین میں سے ایک انس بن نصر تھے جو دن اُحد کے شہید  
 ہوئے یہ پہلے ہی سے مرنے پر استعداد پھرنے تھے حدیث احمد و مسلم و ترمذی میں اسکا قصہ  
 آیا ہے عثمان بن عفان وزیر و طلحہ بھی انھیں میں سے تھے **قَالَ تَعَالَى** ثم اور ثنا الکتاب  
**الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ**  
**بِإِذْنِ اللَّهِ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ** پھر رہنے وارث کیے کتاب کے وہ لوگ جو چُنے ہوئے  
 اپنے بندوں میں سے پھر کوئی انہیں بُرا کرتا ہے اپنی جان کا اور کوئی انہیں بے بیچ کی جان  
 اور کوئی انہیں ہے کہ آگے بڑھ گیا لیکر خوبیاں اللہ کے حکم سے یہی ہے بزرگی بڑی  
**ف** موضع قرآن میں کہا ہے تعنی یہ غیر کے بعد کتاب کے وارث کئی ایک اور چنے بندے  
 ہیں یعنی یہ امت انہیں تین درجے تباے ایک گنگار ایک میانہ ایک اعلیٰ سبکو گنگنا

چنے بندوں میں امید ہے کہ آخر سب بہشتی ہوں رسول نے فرمایا ہمارا گنہگار معافی ہے  
 اور میانہ سلامت ہے اور آگے بڑھے سوسب سے آگے بڑھے اللہ کریم ہے اسکے پیار  
 کی نہیں ہے انتہی فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ جن لوگوں کو اللہ نے واسطے وراثت  
 کتاب کے اپنے بندوں میں سے چنا ہے وہ تین قسم ہیں قید باذن اللہ تنبیہ ہے عت  
 مثال صعوبت ماخذ اس درجہ پر بہت سے اہل علم اس آیت کو مشکل بتاتے ہیں اسلئے کہ ظالم  
 لنفسہ کو اس تقسیم میں داخل کیا ہے وہ کسطح پچے بندوں میں ہو سکیگا اگر کسی نے  
 کہا کہ یہ تقسیم راجح ہے طرف عباد کے کہ انکی تین قسمیں ہیں ایک ظالم لنفسہ وہ کافر  
 ہوتا ہے کسی نے کہا مراد ظالم لنفسہ سے مقصر فی العمل ہے اسکے حق میں امر اللہ مرجح ہے  
 اور کچھ وراثت کتاب ہونے سے رعایت اسکے حق کی ضرورت نہیں ہے لقولہ خلف  
 من بعدہم خلف وراثۃ الکتاب لکن اس قول میں نظر ہے اسلئے کہ ظلم نفس مناسب  
 اصطفا کے نہیں ہے بعض نے کہا ہے مراد عامل صنائر ہے عمر و عثمان وابن مسعود والوالدہ  
 وعائشہ کا قول یہی ہے و ہذا ہوا را حیح کیونکہ عمل صنائر کچھ منافی اصطفا کو نہیں ہے  
 اور نہ دخول جنت سے ہمراہ داخلین کے مانع ہوتا ہے اسکو ظالم اسی لیے کہا ہے کہ وہ بسبب  
 عمل صنائر کے ثواب میں گھٹ گیا اگر بجائے ان صنائر کے طاعت بجالاتا تو حظ اعظم اور  
 جزیل پاتا بعض نے کہا ہے ظالم لنفسہ صاحب کبائر ہے منشا اشکال کیا ہے کہ ظالم منجملہ  
 وارثین کے ٹھیکے کہ وہ علماء ہیں اور اگر وراثت واسطے ساری امت کے ٹھیکے جائے  
 تو پھر کچھ اشکال نہیں ہے اسلئے کہ امت میں وجود ظالم لنفسہ کا یقینی ہے سو یہ کچھ منافی  
 اصطفا کے نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ یہ امت اور امتوں پر فاضل ہے پھر سلف کا اختلاف  
 اس میں ہے کہ سابق و مقتصد سے کون لوگ مراد ہیں عکرمہ و قتادہ و ضحاک نے کہا ہے  
 مقتصد مومن عاصی ہے اور سابق مومن تقی علی الاطلاق قراء کا بھی یہی قول ہے تجاہد نے  
 کہا ظالم لنفسہ صاحب مشائم ہیں او مقتصد صاحب سیمینہ اور سابق وہ جو سارے لوگوں سے



آگے بڑھ گئے ہیں مگر دے گا مقصد وہ ہے جسے دنیا کو حق دنیا کا اور آخرت کو حق آخرت کا  
 دیا ہے حسن نے کہا ظالم وہ ہے جسکے سیات راجح ہیں حسنات پر مقصد وہ ہے جسکے حسنات  
 و سیات برابر ہیں سابق وہ ہے جسکے حسنات راجح ہیں سیات پر متعادل نے کہا ظالم اصحاب  
 کہا کریں اہل توحید سے مقصد وہ ہیں جسے کبیرہ نہیں ہوا ہے سابق وہ ہیں جسوں نے  
 سبقت کی ہے طرف اعمال صالحہ کے نحاس نے ذکر کیا ہے کہ ظالم صاحب کبیرہ ہے اور  
 مقصد وہ ہے جو مستحق جنت کا نہیں ہے بسبب عدم زیادت حسنات علی الیات کے جنت و  
 سابق کے ہے پھر اسکو ایک جماعت صاحب نظر کا قول ٹھہرایا ہے فقہا کے کہا فہم ای من  
 ذریتہم ظالم لنفسہ سہل بن عبد اللہ نے کہا ہے سابق عالم ہے مقصد متعلم ہے ظالم  
 لنفسہ جاہل ہے ذوالنون مصری نے کہا ہے ظالم وہ ہے جو ذکر خدا ہے فقط زبان سے  
 مقصد وہ ہے جو ذکر خدا بالقلب ہے سابق وہ ہے جو اسکو فراموش نہیں کرتا انطاکی نے  
 کہا ظالم صاحب اقوال ہے مقصد صاحب افعال ہے سابق صاحب احوال ہے ابن عطاء نے  
 کہا ظالم وہ ہے جو اللہ کو دنیا کے سبب دوست رکھتا ہے مقصد وہ ہے جو اللہ کو عقلی  
 کے سبب دوست رکھتا ہے سابق وہ ہے جسے اپنی مراد سامنے مراد حق کے ساقط کر دیا  
 بعض نے کہا ہے ظالم وہ ہے جو کہ عابد خدا ہے بخوف ناز مقصد وہ ہے جو کہ عابد خدا ہے  
 بطمع جنت سابق وہ ہے جو کہ عابد اللہ سبب کسی نے کہا ظالم وہ ہے جو اپنے نفس کا محب ہے  
 مقصد وہ ہے جو اپنے دین کا محب ہے سابق وہ ہے جو اپنے رب کا محب ہے بعض نے  
 کہا ہے ظالم وہ ہے جو انصاف کرتا ہے نہ انصاف مقصد وہ ہے جو انصاف انتصاف و نون کرتا  
 سابق وہ ہے جو انصاف کرتا ہے نہ انتصاف کسی نے کہا ظالم مرغا لا مر اللہ ہے مقصد خالص و وسی  
 نفس نے کہا ہذا التاویل یوافی التذیل فانہ تعالیٰ قال والسابقون الاولون من المجتہدین  
 ولا تضار لایہ وقال بعدہ واخرون اعترفوا بذنوبہم خلطوا عملًا صالحًا و آخر  
 سبیًا وقال بعدہ واخرون می چون لا مر اللہ انتھی ریح بن انس نے کہا ہے ظالم صاحب

کبارؑ ہے مقصد صاحب صغائرؑ ہے سابق مجتنب کبارؑ و صغائرؑ ہے حکایت ابو یوسفؑ  
 سوال اس آیت کا کیا تھا کہا یہ سب مومنین ہیں صفت کفار کی بعد اسکے بیان فرمائی ہے  
 وهو قولہ والذین کفرو والہم نار جہنم رہے یہ طبقات ثلاث سو یہ منتخب ہیں جملہ عباد سے  
 اور اہل ایمان ہیں اسی پر جمہور میں بعض نے کہا ہے ظالم وہ ہے جس کا ظاہر باطن سے بہتر ہے  
 مقصد وہ ہے جس کا ظاہر و باطن یکساں ہے سابق وہ ہے جس کا باطن ظاہر سے بہتر ہے  
 کسی نے کہا ظالم وہ ہے جو تالی قرآن ہے لیکن اس پر عمل نہیں کرتا ہے مقصد وہ ہے جو  
 تالی و عالم بالقرآن ہے سابق وہ ہے جو قاری قرآن و عالم و عامل بالکتاب ہے تعلی نے  
 اس آیت کی تفسیر میں اقوال کثیرہ ذکر کیے ہیں اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ معانی لغویہ  
 ان ہر سہ الفاظ کے معروف ہیں جب نفس کو محروم حظ سے کیا اور خیر فوت ہو گئی  
 تو اس پر ظالم بنفسہ صادق آتا ہے تارک استکثار طاعات کا ظالم بنفسہ ہے باعتبار قوت  
 ثواب کے اگرچہ قائم بواجب تارک تنہی عنہ ہو پس وہ اس حیثیت سے تجملہ مصطفین و اہل جنت  
 کے ہو سکتا ہے فلا اشکال فی الایۃ اسی جگہ سے یہ قول آدم علیہ السلام کا ہے  
 ربنا ظلمنا انفسنا اور قول یونس علیہ السلام کانی کنت من الظالمین  
 معنی مقصد کے یہ ہیں کہ متوسط الحال ہے امر دین میں مائل طرف افراط و تفریط کے  
 نہیں ہے سو یہ بھی جنتی ہے سابق وہ ہے جو امور دین میں اپنے غیر پر سبقت لے گیا ہے  
 یہ ان تینوں میں بہتر ہے وجہ ترتیب طبقات کی یہ ہے کہ ظالم بہت ہیں اور مقصد بہت  
 اُن کے کم ہیں اور سابق اُن سے بھی کم ہیں اس لیے اکثر کو قلیل پر اور قلیل کو اقل قلیل پر مقدم کیا ہے کسی نے کہا  
 اول احوال معصیت ہے پھر توبہ پھر استقامت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے ابند  
 بظالم اس لیے کہ تقرب الی اللہ بغیر کرم الہی کے نہیں ہو سکتا ہے اور ظلم مؤثر فی الاصل  
 نہیں ہوتا پھر ذکر مقصد کا کیا کیونکہ یہ درمیان خوف ورجا کے ہے پھر سابق پر ختم کیا تاکہ کوئی نہ  
 خدا سے امن میں نہ رہے و کلام فی الجنة ابن عباسؑ نے کہا ہے مراد امت محمدؐ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جسکو اللہ نے وارث کتاب کا کیا ہے ظالم انکا مغفور ہے  
 مقصد محاسب بحساب یسیر ہے سابق داخل جنت بغیر حساب ہے ابو سعید خدری  
 کہتے ہیں حضرت نے فرمایا ہے یہ سب ایک درجہ میں ہونگے اور سب جنت میں جائیں گے  
 لیکن اس حدیث کی سند میں دو مرد مجہول ہیں آخر جہ احمد الترمذی نے سند نہ غیر  
 ابوالدرداء کا لفظ مرفوع یہ ہے سابقین وہ ہیں جو داخل جنت ہو بغیر حساب کے مقصد میں  
 وہ ہیں جنکا حساب یسیر ہو گا ظالمین وہ ہیں جو طول محشر میں مجوس رہیں گے اللہ انکی لافانی اپنی  
 رحمت سے کرے گا وہ کہیں گے الحمد للہ الذی اذہب عنا الحزن رواہ احمد وابن ابی حاتم  
 والطبرانی والحاکم وغیرہم تہتقی نے کہا اذا كثرت روايات  
 في حديث ظهران للحديث اصلا انتهى اسناد احمد بن محمد بن اسحق بن  
 اور سند ابن ابی حاتم میں ایک مرد مجہول ہے عوف بن مالک رفعاً کہتے ہیں میری  
 است تین ثلث ہوگی ایک ثلث تو جنت میں بلا حساب جائیگا دوسرے ثلث کا حساب  
 یسیر ہوگا پھر وہ داخل جنت ہوگا تیسرا ثلث آزمایا جائیگا پھر فرشتے اگر کہیں گے ہمنے انکو  
 پایا تھا کہ وہ لا الہ الا اللہ وحدہ کہتے تھے اللہ فرمایا انکو بسبب اس قول کے جنت  
 میں داخل کرو انکے خطایا اہل تکذیب پر ڈالو احمد بن حنبل نے اس حدیث کو غریب  
 کہا ہے یہ احادیث مقوی کید گیر ہیں انہی یہ قول کہ مراد ظالم سے کافر ہے دفع ہو جاتا ہے  
 آسامہ بن زید نے رفعاً کہا ہے کہ کلہم من هذه الامم وکلہم  
 فی الجنة رواہ الطبرانی وابن مردودہ والبیہقی فی البعث عقبہ  
 بن صہبان کہتے ہیں میں نے عائشہ سے کہا بھلا اس آیت کا تو حال کہو کہ سابق وہ ہے  
 جو حضرت کی حیات میں گذر گیا اور حضرت نے انکے لیے شہادت جنت کی دی مقصد وہ ہے  
 جو تابع انکے آثار کا ہوا ہے اور انکا سائل کیا ہے یہاں تک کہ انکے ساتھ جا ملا ظالم مثل میرے  
 اور تیرے ہے اور جو ہمارا تابع ہے وکل فی الجنة رواہ الطیالسی و عبد بن حمید

والطبرانی وغیرہ ابن سعد کہتے ہیں یہ تین ٹلٹ ہیں دن قیامت کے ایک ٹلٹ بجا جنت  
 میں جائیگا ایک ٹلٹ کا حساب سیر ہوگا ایک ٹلٹ ذنوب عظام لیکر آئیگا لکن انھوں نے  
 شرک نہ کیا ہوگا اللہ تعالیٰ فرمائیگا داخل کرو انکو میری سعت رحمت میں پھر یہ آیت پڑھی  
 میں کہتا ہوں اللہم مغفرتک اوسع من ذنوبنا ورحمتک ارحی عندنا من  
 اعمائنا عمر ابن خطاب جب اس آیت پر گزرتے کہتے اے ان سابقین سابق و مقصد  
 ناجہ وظالمنا مغفور لہو و اخرجہ الیہقی و ابن النجاشی راہر فو عا ابن عباس نے کہا  
 سابق جنت میں بغیر حساب کے جائیگا اور مقصد رحمت خدا سے داخل ہوگا اور ظالم صاحب  
 اعراف ہے شفاعت سے جنت میں جائیگا عثمان بن عفان نے کہا سابق ہمارے اہل جہاد میں  
 مقصد اہل حضر اور ظالم اہل بدو و برادر بن عازب نے کہا اشهد علی اللہ انہ یدخلہم  
 الجنة جمیعاً اور برادر نے یوں کہا ہے حضرت نے اس آیت کو پڑھ کر یہ فرمایا ہے  
 کلہم ناجہ وہی فی ہذا الامۃ ابن عباس نے کہا ہے یہ آیت مثل آیت سورہ  
 واقعہ کے ہے اصحاب الیمینۃ واصحاب المشامۃ سابقین و دوسفین و ولون  
 ناجی بن تیسرا صنف بالکسب وہ کافر ہے مقصد اصحاب یمن ہیں لکن یہ روایت اس کے  
 مطابق ظاہر نظم قرآنی کے نہیں ہے آمد نہ موافق روایات صحیحہ حدیث و اقوال جماعہ  
 صحابہ کے بلکہ خود اسے ناجی ہونا ظالم لنفسہ کا آیا ہے سو وہی قول راجح ہے -  
 حکایت ابن عباس نے کعب سے سوال اس آیت کا کیا تھا کہا انجوا کلہم  
 پر کہا تھا کت منا کبہم و رب الکعبۃ ثما اعطوا الفضل باعمالہم  
 جنات عدن یدخلونھا فی فیہ راجح ہے طرف صناد سہ گانہ کے کوئی وجہ قصری  
 صنف اخیر پر نہیں ہے لکن ان ہر شہ صنف کا ناجی ہونا مشروط ہے ساتھ عدم شرک  
 باللہ کے شرک کے نشر و دوزے ہیں ان سب بچ گیا اور زرے کبار لیکر آیا تو توقع  
 نجات کی ہے اور اگر ہمراہ ایک باب شرک کی جہان بھری طاعت لایا تو کچھ نفع نہیں

ہا کہ ہوا اللہم غمراً وقال تعالیٰ فریق فی الجنة و فریق فی السعیر  
 ایک فرقہ بہشت میں ہے اور ایک فرقہ آگ میں **ف** یہ ذکر ہے دن قیامت کا کہ وہاں  
 اولاً مجمع خلائق کا ہو گا پھر بعد فیصلہ کے لوگ دو فرقے ہو جائیں گے ایک جنتی ایک ناری  
 لو پرانا جھگڑا چمک گیا مقدمہ ختم ہوا ح قضیۃ المدۃ الطولیٰ قد انفصلت  
 ابن عمر کہتے ہیں حضرت پیغمبر ﷺ نے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں کہ اٹھ جانتے ہو کہ یہ دونوں  
 کتابیں کیا ہیں کہنے کا نہیں آپ ہی کہو بتائیں جو کتاب داسنے ہاتھ میں تھی اُسکو کہا کہ  
 یہ کتاب ہے طرف سے رب العالمین کے مع نام اہل جنت و نام آباء و قبائل اہل جنت کے  
 پھر اجمال کر دیا گیا اُنکے آخرین یعنی مہر لگ گئی اب نہ کوئی اُنہیں بڑھے نہ گھٹے پھر اُس کتاب کو  
 جو بائیں ہاتھ میں تھی کہا یہ کتاب ہے طرف سے رب العالمین کے مع نام اہل نار و اسماء  
 آباء و قبائل اہل نار اُنکے آخر پر اجمال کیا گیا اب نہ کوئی بڑھے نہ گھٹے صحابہ نے کہا پھر  
 کرنا کیوں ہے اے رسول خدا اگر کام سے فراغت ہو چکی ہے فرمایا تم تو سیدھے چلو  
 نزدیکی حاصل کرو اسلئے کہ خاتمہ جنت والے کا عمل اہل جنت پر ہوتا ہے گو وہ کسیسا ہی عمل  
 کیوں نہ کرے اور خاتمہ نار والے کا عمل اہل نار پر ہوتا ہے گو وہ کوئی ساعل کیوں نہ کرے  
 پھر ہاتھ سے اشارہ کر کے اُن دونوں کتابوں کو چھوڑ دیا پھر فرمایا فارغ ہو اب  
 تمہارا بندہ ان سے فریق فی الجنة و فریق فی السعیر رواہ احمد و النسائی  
 و ابن جریر و ابن المنذر و ابن مردویہ و الترمذی و قال ہذا حدیث حسن  
 صحیح غریب **قال** تعالیٰ و لله ما فی السموات و ما فی الارض لیجزی الذین اساءوا  
 بما عملوا و یجزی الذین احسنوا بالحسنی الذین یجتنبون کبائر الاثم  
 و الفواحش الا اللہم ان ربک واسع المغفرة اسد کا ہے جو کچھ ہے اسمائیں  
 اور زمین میں تا وہ بدلادیوے بڑائی والوں کو اُنکے کیے کا اور بدلادے بھلائی والوں کو  
 بھلائی کا جو لوگ بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور سچائی کے کاموں سے مگر کچھ

آلودگی بیشک تیرے رب کی بخشش میں سمائی ہے ف اسادت سے مراد شرک ہے  
 اور حسنی سے مراد توحید و طاعات ہیں کبیرہ ہر وہ گناہ ہے جس پر اللہ نے وعید ناز کی فرما  
 ہے یا اسکے فاعل کی نرمی یا اسکو ناز ختم کیا ہے فاحشرہ ہر گناہ ہے جس میں حدائی ہے جیسے زنا اعظام  
 کلم سے مراد ذنب قلیل و گناہ صغیر ہے جیسے قبلہ غزہ نظرہ یا وہ گناہ جس سے آدمی  
 توبہ کر لیتا ہے و منہ

وای عبدی لا اله الا

ان تغفر اللهم تغفر جمعا

یا مرا و گناہ جاہلیت ہے جس کا مواخذہ اسلام میں نہیں ہوتا ہے یا کوئی ایسا  
 گناہ ہو گیا ہے کہ جسکی عادت نہ تھی صحیحین میں ابن عباس سے آیا ہے ما را بیت  
 شیئا الشبه باللمم مما قال ابو هريرة عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم  
 ان اللہ كتب علی ابن آدم حظا من الزنا ادرک ذلك لا محالة فرنا العین النظر  
 و نزا اللسان النطق و النفس تمنی و تشتهی و الفرج یصدق ذلك او یکذب  
 ابن سعود نے تفسیر لم میں کہا ہے نزا الشقیین التقییل و نزا الیدین البطش و سرتا  
 الرجلین المشی فان تقدم بفرجه کان ذانیا و الا فهو اللمم ابن عباس نے کہا ہے  
 اللهم کل شی بین الحدین حد الدنیا و حد الآخرة بہر حال یہ آیت دلیل ہے  
 تقسیم کردار اعمال پر پھر یہ جو فرمایا کہ تیرا رب واسع المغفرة ہے سو کرمی نے کہا ہے کہ  
 یہ اس لیے ہے کہ صاحب کبیرہ رحمت الہی سے مایوس نہ ہو اور یہ وہم نہ کرے کہ اللہ پر عفا  
 کرنا اسکا واجب ہے بعض نے کہا ہے کہ اصرار صغیرہ پر کبیرہ ہوتا ہے اور اصرار کبیرہ  
 کفر ہے لکن تحقیق یہ ہے کہ اصرار صغیرہ پر صغیرہ ہے اور اصرار کبیرہ پر کبیرہ ہے و قال  
 تعالیٰ وکنتم ازواجاً ثلاثہ فاصحاب الیمینۃ ما اصحاب الیمینۃ و اصحاب  
 المشامۃ ما اصحاب المشامۃ و السابقون السابقون و اولئک المقربون  
 فی جنات النعیم ثلثۃ من الاولین و قلیل من الآخرین تم ہو جاؤ تین قسم

داسنے والے کیسے داسنے والے بائین والے کیسے بائین والے اور آگے والے کیسے  
 آگے والے وہ لوگ ہیں پاس والے باغون میں نعمت کے آبنوہ ہے پہلون میں تھوڑے  
 ہیں کچھ لون میں پہلے کہا پہلی امتوں کو اور کچھ لی یہ امت یا پہلے کچھ اس امت کے  
 یعنی اعلیٰ درجہ کے لوگ پہلے بہت ہو چکے ہیں پیچھے کم ہوتے ہیں کذا فی موضع قرآن  
 یہ خطاب ہے امت حاضرہ کو اور ائم سابقہ کو تخلیلاً یا فقط حاضرہ کو ہے مطلب  
 یہ کہ لوگ اُس دن میں صنف ہو گئے دو جنت میں ایک نار میں تہ صنف مشاغل صنف  
 دیگر کے ہو گا ابن عباس نے کہا ہے مراد از و ارج ثلثہ سے وہی اصناف ثلثہ ہیں یعنی  
 فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقصد و منہم سابق بالخیرات اصحاب یمین سے  
 مراد وہ لوگ ہیں جنکا نامہ اعمال داسنے ہاتھ میں لیگا اور جانب یمین سے انکو جنت  
 میں لیجا یگئے اصحاب مشامہ وہ لوگ ہیں جنکو بائیں طرف سے طرف نار کے لیجا یگئے  
 اور انکو بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائیگا مراد تعجب میں ڈالنا سامع کا ہے حال ہے  
 ان دونوں فریق کی فحاشی و فطاعت میں گریا یہ بات کہی ہے کہ اصحاب یمین نہایت  
 سعادت و غایت حسن حال میں ہونگے اور اصحاب مشامہ نہایت شقاوت و غایت  
 سوء حال میں سدی نے کہا اصحاب یمین وہ ہیں جو میں آدم پستے جبکہ ذریت کو اُنکے  
 صلب سے نکالا تھا اور اصحاب مشامہ وہ ہیں جو کہ شمال آدم پر گئے آبن جرج نے کہا ہے امتحان  
 اصحاب حسنات ہیں اصحاب مشامہ اصحاب سیئات ہیں حسن و ربیع نے بھی اسی کے لگ بھگ  
 کہا ہے تبرک اللفظ یہ ہے اول اصحاب تقدم ہیں ثانی اصحاب تاخر کسی نے کہا مراد اصحاب  
 منزلت سیئہ رفیعہ و اصحاب منزلت دنیہ خبیثہ ہیں حدیث معاذ بن جبل میں آیا ہے کہ حضرت  
 اس آیت کو پڑھ کر دونوں تمھیں انبہ کر کے فرمایا ہذا فی الجنة ولا ابالی و ہذا  
 فی النار ولا ابالی اخرجہ احمد تکرار لفظ سابقین کی واسطے نفی تم و تعظیم کے ہے حسن  
 قتادہ نے کہا ہے مراد سابقین الی الایمان ہیں ہر امت سے وقت ظہور حق کے بغیر



ثلثم و توانی محمد بن کعب نے کہا ہے مراد انبیاء ہیں آہن سیرین نے کہا ہے یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے طرف قبلتین کے نماز پڑھی ہے یا وہ لوگ ہیں جو حیا زت فضائل کمالات میں سابق ہوئے یا وہ لوگ ہیں جو سابق ہیں طرف نماز پجگانہ کے یا شباب کا زمین خیرات میں مجاہدئے کہا مراد سبق الی الجہاد ہے ضحاک و سعید بن جبیر نے کہا ہے مراد سابق طرف تو یہ و اعمال کج ہیں زجاج نے کہا مراد سابق الی طاعت اللہ میں یہی لوگ سابق الی رحمۃ اللہ بھی ہونگے ابن عباس نے کہا سابقین یوشع بن نون ہیں طرف مومنی علیہ السلام کے اور موسیٰ آل یاسین طرف عیسیٰ علیہ السلام کے اور علی ابن ابی طالب طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرا لفظ انکایہ ہے کہ یہ آیت حقیقہ جو قیل و مومن آل فرعون حبیب بن علی بن ابیطالب کے اُتری ہے انہیں شخص سابق امت تھا حدیث عائشہ میں آیا ہے حضرت فرمایا تم جانتے ہو کہ سابقین دن قیامت کو طرف سایہ خدا کے کون لوگ کہا اللہ و رسول جائیں فرمایا وہ لوگ ہیں کہ جب دیئے جائیں حق تو قبول کریں اسکو اور جب سوال کئے جائیں تو بذل کریں اور حکم کریں واسطے لوگوں کے جیسے کہ اپنی جان پر حکم کرتے ہیں اخروہ احمد ثلثہ کہتے ہیں جماعت غیر محصور العدد کو مراد اولین سے امم سابقہ ہیں آدم سے تا خاتم علیہما السلام آخرین سے مراد یہ امت ہے انکو قلیل بہ نسبت امم باقبل کے کہا ہے کیونکہ وہ بسبب کثرت انبیاء کے کثیر تھے حسن نے کہا مراد اکثر سے ہماری سابقین ہیں زجاج نے کہا جن لوگوں نے سارے انبیاء کو دیکھا تھا اور انکی تصدیق کی تھی وہ اکثر ہیں ان لوگوں سے جنھوں نے فقط ہمارے حضرت کو دیکھا ہے حدیث صحیح میں جو یون آیا ہے انی لاہو ان تکوفا نصف اہل الجنة سورہ کچھ خلاف اس آیت کے نہیں ہے ایسے کہ یہ قول فقط قبل سابقین کے لئے ہے بطرح کہ ذکر میں اصحاب یمن کے آیا ہے ثلثہ من الاولین و ثلثہ من الاخرین ہو سکتا ہے کہ اصحاب یمن اس امت کے اصحاب یمن امم دیگر سے اکثر ہوں پس جبکہ قلیل سابقین اس امت کے اور ایک ثلثہ اصحاب یمن کا اس امت کے مجمع ہوگا

تو وہ نصف اہل جنت ہو جائیگے اور مقابلہ درمیان دو ثلث اصحاب میں کے کچھ تسلیم  
استوار ہر دو ثلث کو نہیں ہے کیونکہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ ثلہ اُس ثلہ سے اکثر ہے جس طرح کہ  
یہ کہتے ہیں کہ یہ جماعت اُس جماعت سے یا یہ فرقہ اُس فرقہ سے اکثر ہے واصحاب الیہین واصحاب  
الیہین فی سدس مخضوہ وطلحہ منضوہ وظل ممدود ودماء مسکولہ  
قولہ ثلہ من الاولین وثلہ من الاخرین داہنے والے کیسے داہنے والے سیری کے  
درختوں میں لہرے ہوئے کیلے تہ پر تہ چھانٹوں لینے پانی بھایا انہوہ ہے پھلون میں اور انہوہ  
پھلون میں ابو العالیہ و مجاہد و عطاء و ضحاک نے کہا مراد اولین و آخرین اس امر کے ہیں  
ابو بکر کا لفظ رعایہ ہے جمیعہا من ہذا الامۃ اخرجہ الطبرانی بسند حسن و  
مسند حواہن المنذر و عتہ ہما جمیعاً من ہذا الامۃ ابن عباس کا لفظ مرفوع ہے  
ہما جمیعاً من امتی اخرجہ عبد بن حمید و ابن عدی و الفریابی وغیرہم  
قال السیوطی بسند ضعیف و عتہ قال لثلثان جمیعاً من ہذا الامۃ و بہ قال  
ابو العالیہ و عطاء و الضحاک و ہواختیار الزجاج انتہی واصحاب الشمال ما اصحاب  
الشمال فی سموم و حمیم و ظل من یحوم لا بارء ولا کفرہ یأین و الے  
کیسے یأین و الے آنیج کی بھاپ میں اور جلتے پانی میں چھانٹوں میں دھوین کی نہ ٹھنڈی اور نہ  
عزت کی ف موضع قرآن میں کہا ہے داہنا اور با یاں یہ کہ کا غذا اعمال کا جسکے داہنے  
میں آیا تو وہ بہشتی اور جسکے بائیں میں آیا تو وہ دوزخی اتنی یہ آیت سورہ واقعہ کی ہے کہ  
تین ازواج بیان فرمائے ہر زوج کا انجام نیک یا بد سمجھایا آیت دلیل ہے اسباب پر کہ  
دو زوج لینے اصحاب میمنہ و سابقین اہل جنت ہونگے اور ایک زوج لینے اصحاب مشامۃ  
دوزخی ہوں گے مراد اس زوج سے کفار ہیں اور دو زوج اول سے مومنین اس دلیل سے کہ  
بذیل ذکر اصحاب شمال یہ ارشاد کیا ہے کہ وہ انکار بعثت کا کرتے تھے سو یہ صفت اہل کفر کی ہے  
نہ اہل ایمان کی رہے مومنین عاصمین سوا اللہ سے امید ہے کہ وہ زمرہ اصحاب میں ہیں ہونگے

گو بعد اللہ والقی معفور مہرین واللہ اعلم اسی لیے آخر سورت میں ارشاد کیا ہے فاما  
ان کان من المقربین فروح وروحان وجنت نعیم واما ان کان  
من اصحاب الیمین فسلام لك من اصحاب الیمین واما ان کان من  
المکذبین فنزل من حمیم و تصلیة حمیم ان هذا لہو حق الیقین  
فسبح باسم ربك العظیم سو اگر ہوا وہ پاس والون میں تو راحت ہے اور  
روزی ہے اور یا غ ہے نعمت کا اور اگر ہوا وہ داہنے والون میں تو سلامتی پہنچی  
تجھ کو داہنے والون سے یعنی تو انکی طرف سے خاطر جمع رکھ اور جو ہوا وہ جھٹلانے والوں  
ہسکون میں تو مہمانی ہے جلتا پانی اور پیٹھا نا ہے آگ میں بیشک یہ بات ہی ہے لائق  
یقین کے سوبول پاکی اپنے رب کے نام سے جو سب سے بڑا ہے انتہی قال تعالیٰ  
ومن یطمع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین و  
الصّٰلحین والشہداء والصّٰلحین وحسن اولئک رفیقاً جو لوگ حکم میں چلتے  
ہیں اللہ کے اور رسول کے سوائے کے ساتھ ہیں جنکو اللہ نے نوازا نبی اور صدیق اور  
شہید اور نیکبخت اور خوب ہے انکی رفاقت و فانی وہ لوگ جنکو اللہ کی طرف سے وحی  
آوے یعنی فرشتہ ظاہر ہیں پیغام کہ جاوے اور صدیق وہ کہ جو وحی میں آئے انکا جی  
آپ ہی آپس پر گواہی دے اور شہید وہ جنکو پیغمبر کے حکم پر ایسا صدق آیا کہ آپس پر جان  
دیتے ہیں اور نیکبخت وہ جنکی طبیعت نیکی ہی پر پیدا ہوئی ہے تو جو لوگ ایسے نہیں لیکن  
حکمرانی میں لگے جاتے ہیں اللہ انکو بھی انکے ساتھ رکھے گا۔

شنیدم کہ در روز امید و بیم بدان را بہ نیکان بخشد کریم

اس آیت میں چار درجے اعلیٰ مومنین کے بیان فرمائے پانچواں درجہ مطیعین کا رکھا  
ہر درجہ مابعد کے درجے سے اعلیٰ ہے صدیقین کہتے ہیں فضلاء را اتباع انہما کو شہداء  
وہ ہیں جو راہ خدائیں بصدق طہریت و خلوص نیت درجہ شہادت کو پہنچے ہیں جیسے

شہد اسے اُحد و بدر وغیرہم صالحین سے مراد اہل اعمال صالحہ ہیں کسی نے کہا مراد  
نبیین سے حضرت ہیں اور مراد صدیقین سے ابوبکرؓ اور شہد اسے عمر رض اور صلی سے  
عثمان و علیؓ و سائر صحابہ و لکن عموم اولیٰ ہے کوئی وجہ واسطے تخصیص کے نہیں ہے پھر ان  
سب کو فریق حسن فرمایا ہے مراد رفاقت سے مصاحبت ہے یعنی انکی امتیازی واسطے اہل  
طاعت کے اچھی رفاقت ہے فاکشہ کہتی ہیں ایک آدمی نے اگر کہا اس رسول خدا تم مجھ کو  
میری جان سے زیادہ دوست تر ہو اور میری اولاد سے زیادہ تر تجھ کو محبوب ہو میں  
گھر میں ہوتا ہوں تو تم کو یاد کرتا ہوں مجھ سے صبر نہیں ہوتا یہاں تک کہ میں اگر آپ کو آنکھ سے  
دیکھتا ہوں اور جب اپنی اور آپ کی موت یاد کرتا ہوں تو جانتا ہوں کہ آپ جب بہشت میں  
جائینگے تو ہمراہ انبیاء کے بلند جگہ میں ہونگے اور میں اگر بہشت میں گیا تو مجھے ڈر ہے کہ میں  
آپ کو نہ دیکھوں حضرت نے کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ جبریل علیہ السلام یہ آیت لیکر  
اُترے اخرجہ الطبرانی وابن مردويه و ابو نعیم فی الجلیة والضیاء لمقدسی  
وحسنہ دوسری روایت میں آیا ہے کہ یہ آیت چھ تین ثوبان مولیٰ رسول خدا صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم کے اُتری ہے وہ شہد یا الحب تھے ساتھ حضرت کے قلیل الصبر تھے کیسے

الصبر یخلف فی المواطن کلھا | الا علیک فان لا یحمد

انس کہتے ہیں ایک آدمی نے حضرت سے سوال کیا قیامت کب ہے فرمایا تو نے کیا تیاری  
واسطے اُسکی ہے کہا کچھ بھی نہیں اتنی بات ہے کہ میں اللہ و رسول کو دوست رکھتا ہوں  
فرمایا انت مع من احببت انس کہتے ہیں فافرحنا بشیء اشد فرحاً بقول النبی صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم انت مع من احببت پھر انس نے کہا فانا احب النبی صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم و ابائکم و عمر و ارجوان اکون معکم بحبی ایاہم وان لم یعمل  
بأعمالہم اخرجہ الشیخان

وَمَنْ مَذْهَبِي حُبُّ النَّبِيِّ وَصَحْبِهِ | وَلِلنَّاسِ فِيهِ يَعْشَقُونَ مَذَاهِبَ

اللهم امتنع على حباك وحب نبيك وحب صحبه وآله ومن على منوالهم

## فصل

شرح کرنا عالم ملکوت کا اس عالم ملکین بغیر اسکے مقصور نہیں ہے کہ قالب مثال میں یہ مضمون ادا کیا جائے ولہذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وتلك الامثال نضوبها للناس وما يعقلها الا العالمون یہ ایسے ہے کہ عالم ملک یعنی دنیا بہ نسبت عالم ملکوت یعنی آخرت کے خواب ہے ولہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے الناس نيام فاذا ماتوا انتبهوا لوگ سوتے ہیں جب مرینگے تب جاگیں گے جو بات بیداری میں ہوتی ہے اسکے بیان خواب میں بغیر اسکے نہیں ہو سکتا ہے کہ ایک مثال محتاج تعبیر میں ذکر کیجائے اسی طرح جو چیز بیداری آخرت میں ہے اسکے بیان خواب دنیا میں نہیں ہو سکتا ہے مگر ساتھ کثرت امثال کے مراد کثرت امثال سے وہ چیز ہے جو علم تعبیر سے پہچانی جاتی ہے اس جگہ ہم تین مثالیں حکایت لکھتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ کافی ہوگی حکایت ایک دی نے اگر ابن سیرینؒ کہتا تھا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں لوگوں کے منہ اور عورتوں کی شرمگاہوں پر بھر لگاتا ہوں کہا تو موزن ہے رمضان میں قبل طلوع فجر کے اذان دیتا ہے کہا ہے یہ ایک مثال ہوئی حکایت دوسرے آدمی نے اگر کہا میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں زیتون دیتا ہوں کہا تیرے پاس اگر کوئی کینز ہو جسکو تو نے خرید لیا ہے تو تو اسکے حال کو تلاش کرو کہ تیری ماں ہے تیرے لڑکپن میں قید ہو گئی تھی کیونکہ زیتون اصل زیت ہے وہ اپنی اصل کی طرف باہر دیکھا تو حقیقت میں وہ کینز اسکی ماں تھی جو اسکے صغر سن میں گرفتار ہو گئی تھی یہ دوسری مثال ہے حکایت تیسرے شخص آیا اسے کہا میں دیکھا کہ میں موتی پہنا تا ہوں کہا تو تعلیم حکمت کی تا اہل کو کرتا ہے چنانچہ ایسا ہی ماجرا تھا یہ تیسری مثال ہوئی انکی تعبیرات اول سے تا آخر امثال ہیں جس سے صرف طریق ضرب المثل کی بات آتی ہے مراد مثل سے یہ ہے کہ معنی کو

صورت میں ادا کیا جائے پھر جب معنی کی طرف نظر کریں تو اسکو سچا پائین اور جب صورت کی طرف نظر کریں تو اسکو جھوٹا پائین مثلاً موزن اگر طرف صورت خاتم کے نظر کریگا تو اسکو جھوٹا پائینگا ایسیلے کہ اُس نے کسی کے دہان فرج پر مہر نہیں لگائی ہے اور اگر طرف معنی کے نظر کریگا تو اسکو سچا پائینگا ایسیلے کہ اس سے روح و معنی ختم کے صادر ہوئے ہیں مراد ختم سے یہی منع تھا سو ہوا انبیا علیہم السلام کا کلام ساتھ خلق کے بطور ضرب امثال ہوا کرتا ہے کیونکہ وہ مکلف ہیں ساتھ اس امر کے کہ لوگوں سے بقدر انکی عقلوں کے گفتگو کریں سو اندازہ انکی عقل کا یہی ہے کہ سب لوگ خواب میں ہیں اور نام کو کشف کسی شیخ کا نہیں ہو سکتا ہے مگر مثل سے ہاں جب مرینگے تب جاگیں گے اور پہچان لینگے کہ مثل سچی تھی و لہذا حضرت نے فرمایا ہے قلب المومن بین اصبعین من اصابع الرحمن سو یہ وہ امثال ہیں جنکو سوا علما کے کوئی نہیں سمجھتا ہے رہا جاہل سو اسکا اندازہ ظاہر مثال سے تجاوز نہیں کرتا ہے کیونکہ وہ اُس تفسیر کو جب کا نام تاویل ہے بالکل نہیں جانتا ہے سو جس طرح کہ مثال خواب کی تفسیر کا نام تعبیر ہے اسی طرح امر آخرت کی مثالیں بھی بیان کی گئی ہیں طحا انکا انکار کرتا ہے کیونکہ اسکی نظر ظاہر مثال پر جمی ہے وہ اس کے معنی کی سمجھے اس کے نزدیک تو یہ امثالہ آخرت گویا متناقض ہیں کقولہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یوتی بالموت یوم القیامة فی صورۃ کبش املح فیدیم محمد امتی اس مثال کو سنکر برہم ہو کر کذب کرنے لگتا ہے اور کذب انبیا پر دلیل لائے کو طیار ہو جاتا ہے کہتا ہے سبحان اللہ موت عرض ہے کبش جسم ہے کسطح عرض منقلب جسم ہو سکتی ہے یہ تو بالکل محال ہے لکن اللہ نے ان جمعا کو اپنی معرفت سے اسے بر کران کر دیا ہے اور فرمایا ہے وما یعقلہا الا العالمون یہ مسکین اتنا نہیں جانتا کہ اگر کوئی شخص خواب میں دیکھے کہ ایک کبش لائے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ وہ وبا ہے جو شہر میں پڑی ہے پھر اسکو نوح کر ڈالا ہے تو مجرہ یہی کیگا کہ تو سچا ہے اور بات یہی ہے جو تو نے خواب میں دیکھی ہے یہ دلیل ہے اس پر کہ وبا

دور ہو گئی اب پھر خود ذکر کیا سیلے کہ مذبح سے یاس ہو جاتی ہے تو اب معبر تعجب میں اور نام  
 رویت میں پتے ٹھہریں گے اور حقیقت اسکی راجع طرف اُس فرشتہ موکل برویا کے ہوگی جو ارواح کو  
 وقت خواب کے مافی اللوح المحفوظ پر مطلع کرتا ہے اس فرشتہ نے وہاں کی بات ایک مثال بنا کر  
 پہنچا دی کیونکہ نام اسی مثال کا تحمل ہے سو یہ مثال بھی صادق ہے اور اس مثال کے معنی بھی  
 صادق ہیں اسی طرح پر انبیاء کا کلام لوگوں سے دنیا میں ہوا کرتا ہے کیونکہ دنیا بہ نسبت  
 آخرت کے نوم ہے انبیاء اریصال معانی کا طرف افہام خلق کے مسئلہ سے کیا کرتے ہیں یہ انکی  
 حکمت اور اُسکا لطف ہے ساتھ عباد کے کہ جس شکر کی ادراک سے لوگ عاجز ہیں انکے  
 ادراک کو اُن پر ضرب مثال سے یوں سہل و آسان کر دیتا ہے موت کا صورت کش لائح میں لانا  
 مثال ہے اس بات کی سمجھانے کی کہ موت سے یاس کا حاصل ہوتا سمجھ میں آجائے اللہ نے دلوں کو  
 تاثر بامثلہ پر مجبول کیا ہے اور معانی کو مسئلہ سے ثابت فرمایا ہے اتنی کلام الغرالی اس کلام  
 میں تاویل ہے اور تحقیق یہ ہے کہ تفویض کو اختیار کرے اور لفظ و معنی دونوں پر بلا توقف  
 و تشکیک ایمان لائے بہر حال ہکو اس جگہ پہنچنا تاویز و درجات و درجات آخرت کا بنیاد  
 حسنات و سیئات پر مقصود ہے اور یہ بدون بیان کرنے مثال کے ممکن نہیں ہے اسلئے  
 ہم اسکی ایک مثال بیان کرتے ہیں اسکو تم معنی سمجھو نہ فقط صورت و لوگ آخرت میں کئی  
 قسم ہونگے انکے درجات و درجات سعادت و شقاوت میں متفاوت ہیں یہ تفاوت ایسا  
 ہوگا کہ حصہ میں نہیں آسکتا ہے جس طرح کہ وہ سعادت و شقاوت دنیا میں بھی متفاوت  
 ہیں آخرت دنیا سے اس معنی میں ہرگز جدا نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ مدبر ملک و ملکوت  
 ایک ذات لاشریک نہ ہے اور اُسکی سنت و عادت جو ارادہ ازلیہ سے صادر ہوئی ہے  
 مقرر ہے انہیں تبدیل کو دخل نہیں ہے مگر ہم احصا کرنے اعداد و درجات اُس سنت الہی سے  
 عاجز ہیں گو احصا کرنے اجناس سے عاجز ہوں اسلئے ہم کہتے ہیں کہ لوگ آخرت میں بالضرورت  
 چار قسم کے ہونگے ایک ہا لکین دوسرے معدن تیسرے ناجین چوتھے فائزین اس تقسیم کی



مثال دنیا میں یوں ہے جیسے کہ کوئی بادشاہ منجملہ ملک کے کسی ایک اہل علم پرستولی ہو جائے  
 پھر وہ بعض کو قتل کرے یہ بالکلین ہوئے اور بعض کو عذاب کرے ایک مدت تک لکن قتل  
 نہ کرے یہ معذرت ہوئے اور بعض کو چھوڑ دے یہ جبین ہوئے اور بعض کو خلعت بخشے  
 یہ فائزین ہوئے پھر اگر وہ بادشاہ عادل ہے تو یہ تقسیم اسے نہیں کی ہے مگر استحقاق سے  
 قتل اُسکو کیا ہے جو بادشاہ کے استحقاق کا جاحد اور اصل ولت میں اُسکا معاند تھا  
 تعذیب نہیں کی ہے مگر کسی شخص کو جو باوجود اعتراف ملک و علو درجہ ملک کے خدمت بادشاہ  
 میں قاصر رہا تھا خالی اُسکو چھوڑا ہے جو معترف تھا رتبہ ملک کا لکن نہ مقصر تھا کہ اسکو نڈا  
 کیا جاتا اور نہ اسے کوئی خدمت کی تھی کہ اُسکو خلعت دیا جاتا خلعت اُسکو دی ہے جسے ساری  
 عمر اپنی خدمت و نصرت بادشاہ میں پُرانی کر دی پھر یہ خلمات فائزین کے بھی بحسب مراتب  
 خدمت متفاوتہ درجات ہوتی ہیں اسطرح اہلک بالکلین کا یا تحقیقاً ہوتا ہے مثل قطع تہ  
 یا نگیلاً مثل مثلاً کرنے کے یہ اہلک بھی بحسب درجات معاندت کے متفاوت ہو کر تباہ ہے تعذیب  
 معذرت کی خفت و شدت و طول و قصر مدت اتحاد انواع و اختلاف اقسام میں بھی بحسب  
 درجات تقصیر کے ہوتی ہے اس بنیاد پر ہر رتبہ منجملہ ان رتبہ کے منقسم ہوتا ہے  
 طرف درجات لائق و لائقہ کے اسی طرح حال عالم آخرت کو سمجھنا چاہیے کہ لوگ  
 وہاں متفاوت احوال ہونگے کوئی اہلک ہوگا کوئی معذب تا ایک مدت کوئی ناجی نازل  
 دار السلام کوئی فائز بنیم مقیم پھر فائزین کے اقسام ہیں کوئی نازل جنات عدن ہوگا  
 اور کوئی نازل جنات المادنی اور کوئی سہان فردوس اسی طرح معذرت کی انواع ہیں سیکو  
 تھوڑا سا عذاب ہوگا سیکو ہزار برس تک سیکو سات ہزار برس تک یہ سیکو پیچھے درج  
 تخلیک کا جسطرح کہ حدیث میں آیا ہے اسی طرح حال درکات بالکلین کا ہے جو رحمت خدا سے  
 ناامید ہو چکے ہیں غرض کہ یہ سارے درجات و درکات بحسب اختلاف طاعات و معاصی  
 ہونگے اب ہم کیفیت توزیع خلق کی ان مراتب پر بیان کرتے ہیں ف پہلا رتبہ بالکلین کا

رتبہ ہے مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو خدا کی رحمت سے ناامید ہو چکے ہیں کیونکہ مثال مذکور میں جبکہ پادشاہ نے قتل کیا تھا یہ وہی شخص تھا جو پادشاہ کی رضا و اکرام سے ناامید ہوا تھا سو معنی مثال سے غافل رہنا نہ چاہیے آخرت میں ہالک وہی لوگ ہیں جو ایمان اللہ کی رحمت سے ناامید ہیں یہ بالکل منکرین کا فرق ہے جو اللہ سے منہ پھیر کر نرے دنیا کے ہو رہے ہیں مگر اللہ و رسول اللہ کے کیونکہ مدار سعادت اخروی کا اس پر ہے کہ اللہ کا قرب حاصل ہو اور اسکے دیدار سے تشریف ہاتھ آئی سو یہ نعمت بدون اس معرفت کے جسکول ایمان و تصدیق کہتے ہیں حاصل نہیں ہو سکتی ہے اور چونکہ منکرین مکذب ہیں اسکے اس لیے وہ ابد الالباب تک رحمت اسی سے محروم رہینگے اور بوجہ تکذیب خدا و انبیاء کی مصداق انھم عن ربہم یومئذ لمحجوبون ہونگے اور یہ بات ظاہر ہے کہ جو شخص اپنے محبوب سے جدا رہتا ہے تو درمیان اسکے اور درمیان اسکی آرزوؤں کے حجاب آجاتا ہے اسی وجہ سے منکر لوگ مدام آتش فراق الہی میں جلتے بھٹتے رہینگے و لہذا اہل معرفت نے یہ بات کہی ہے کہ ہکونہ دوزخ کی آگ کا ڈر ہے اور نہ حور عین کی خواہش بلکہ ہمارا مطلب تو فقط دیدار خدا ہے گریز نہرا ایک پردہ ہے جو شخص اللہ کی عبادت کسی عوض کی توقع پر کرتا ہے وہ کمینہ ہے عارف کی عبادت خاص اللہ کی ذات کے لیے ہوتی ہے وہ سوا اسکی ذات کے کسی شکر کا طالب نہیں ہوتا ہے ۵

زمین نیراد فوج سے زمین مشتاق جنت کا  
تسلیم خم ہے جو مزاج پاریدن آئے

غصہ سے تیرے ڈرتا ہوں غم کی تیرا کوئی  
اگر بخشے رہے رحمت بخشے تو نکایت کیا

غرض کہ عارف کو نہ حور و میوے کی تمنا ہوتی ہے نہ دوزخ کا ڈر کیونکہ جدا لئی کی آگ جب کے کانون سیمین بھڑکتی ہے تو وہ آگ اس آگ پر جس سے یہاں بدن جلتا ہے غالب آجاتی ہے آتش فراق کا وصف یہ ہے - ہمارا اللہ الموقدۃ التي تطلعم علی الافئدة اور آتش دوزخ کا اثر فقط بدن پر ہوگا سامنے دیکھنے دل کے بدن کا دکھنا کچھ چیز نہیں ہوتا ہے اس طرح سامنے آتش دل کے آتش دوزخ کی کچھ ہستی نہیں ہے اس حال کا انکار

آخرت میں کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ یہ بات اس دنیا میں بھی نظر آتی ہے غلبہ عشق میں آدمی آگ اور خارین چلتا ہے اور سبب صدمہ قلب کے اس پنج جسمانی کو کچھ نہیں سمجھتا بلکہ حالت غضب میں اندر معرکہ حرب و ضرب کے گھس پڑتا ہے اور زخم پر زخم کھاتا ہے مگر قوت کچھ تکلیف اسکی نہیں پاتا کیونکہ غصہ بھی آگ ہے جو دہلیز بھڑکتا ہے جس طرح کہ حضرت نے فرمایا ہے الغضب قطعة من النار رواہ الذمذی عن ابی سعید سول کا جلنا بہ نسبت جلنے بدن کے سخت تر ہوتا ہے بڑے درد کے روبرو کچھ خیال چھوٹے درد کا نہیں رہتا ہے بلکہ چھوٹا درد نہ جاتا ہے دیکھو جو تکلیف آدمی کو آگ یا تلوار سے حاصل ہوتی ہے وہ اندر اسی وجہ سے کہ یہ دونوں اُن بدن کے ٹکڑوں کو جو ملے جلے تھے جدا کر دیتے ہیں تو پھر جس چیز سے کہ دل اور محبوب صاحب دل جدا ہو جائے تو اُس سے خواہی خواہی سخت رنج پہنچے گا حالانکہ اتصال دل کا محبوب سے نسبت اتصال اجسام کے بہت زیادہ ہوتا ہے بشرطیکہ آدمی شعور و بصیرت رکھتا ہو اور اگر سر سے دل ہی نہیں رکھتا ہے تو اُس سے کچھ دور نہیں ہے کہ وہ اس شدت رنج کو کچھ نہ سمجھے اور بمقابلہ تکلیف جسم کے اس رنج کو حقیر جانے لے

ہم تجھے کس ہوس کی خاک جستجو کریں	دل ہی نہیں رہا ہے کہ کچھ آرزو کریں
----------------------------------	------------------------------------

مثلاً اگر کسی طفل سے کہیں کہ تو سلطنت چھوڑ دے یا گیند ڈنڈا کھیلنا تو اسکو کچھ رنج ترک سلطنت کا نہ ہوگا بلکہ وہ یہ کہیگا کہ مجھ کو میدان میں گیند ڈنڈا لیکر دوڑنا ہزار بار تخت سلطنت سے بہتر ہے اسی طرح جس شخص پر شہوت شکم کی غالب ہے اگر اُس سے کہیں کہ تو ہر سہ یا حلوا کھایا ایسا کام کر جس سے دشمن پست اور دوست رضا مند ہو تو وہ بندہ شکم اسی ہر سہ اور حلوا کو ترجیح دیگا وجہ اسکی یہی ہے کہ اس شخص میں وہ بات جس سے خوبی جاہ و شوکت کی اسکو معلوم ہو سکے نہیں ہے اس میں تو فقط وہ بات ہے جس سے یہ مزہ کھانے کا پاسکتا ہے

خلق الله للحروب رجالاً ورجالاً بقصعة وشرید

سو یہ حال اُن لوگوں کا ہوتا ہے جنکو صفاتِ سیمیہ و سبعیہ نے اپنا بندہ بنا لیا ہے اور ظہور صفاتِ ملائکہ کا جو ضدِ ہین صفاتِ مذکورہ کی اُنہیں نہیں ہوا ہے انسانِ بینِ جب صفاتِ ملکیت کے ہوتی ہے تو پھر اُسکو بدونِ قربِ الی اللہ کے مزا نہیں ملتا اور نہ کوئی نثر سوا بعد و حجاب کے سبکے رنج کی ہوتی ہے ۵

شان المحب عجیب فی صبا بته العجی یقتلہ واصل عجیب

سو جس طرح کہ ہر عضو ایک وصفِ خاص کے لیے ہے مثلاً زبان ذائقہ کے لیے ہے اور کان استماع کے لیے اس طرح یہ صفت واسطے دے گئی ہے جسکو دل نہیں ہے اُسکو البتہ ادراکِ لذتِ قرب اور کلفتِ بعد کا بھی نہیں ہے مثلاً اگر ایک شخص کے کان آنکھ نہ ہوں تو اُسکو کچھ مزا آواز اور خوبصورتی و رنگ کا بھی دریافت نہیں ہو سکتا ہے بعض لوگوں کو قوتِ شامہ نہیں ہوتی ہے وہ جانتے ہی نہیں کہ عطر کی خوشبو کیا ہوتی ہے یہ کچھ ضرور نہیں ہے کہ سارے انسانِ دل رکھتے ہوں بلکہ اگر سب کے پاس ایسا ہی دل ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتا ان فی ذلک لَذِکْرٌ لِّمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَمِیدٌ یَدُلُّ تَوَاضُعُیْ مِلْتَا ہے نہ خیریس کو ایمین اشارہ ہے طرفِ اسکے کہ جو کوئی نصیحتِ قرآن کی نہیں مانتا وہ دل کی طرف سے نادارِ تمیذت ہے ہماری غرض اس دل سے وہ مگر گوشت کا نہیں ہے جو سینے کی ہڈیوں میں ہوتا ہے بلکہ مراد دل سے وہ لطیفہ ہے جو عالمِ امر سے آیا ہے اور یہ پارہ گوشت جو کہ عالمِ خلق سے ہے اُس لطیفہ کا عرش ہے اور یہ سینہ اسکی کرسی ہے اور یہ سارے اعضا اُسکا جہان اور ملک ہے اور اگرچہ خلق و امر دونوں طرف سے اللہ ہیں لیکن لطیفہ مذکور جسکے حق میں قل الروح من امرِ ربی فرمایا ہے وہ ایک پادشاہِ حکمرانِ فزان فرما ہے کیونکہ عالمِ امر اور عالمِ خلق میں ترتیب کھ گئی ہے اور پہلا دوسرا میر و سلطان ہے اور قلب ہ لطیفہ ہے کہ اگر اچھا ہو تو سارا تن بدن اچھا ہو گیا اور جس نے اُسکو پہچان لیا اُس نے اپنے نفس کو

جان لیا وہ عارف اپنے رب کا ہو گیا غرض کہ درجہ ہلاک کا اُنھیں لوگوں کے لیے ہے جو جاہل ہیں اور اللہ کی تکذیب کرتے ہیں رسولوں سے منکر ہیں اسپر دلائل کتابین پر دستِ مظلوم کے بہت موجود ہیں اس جگہ کچھ حاجت اُنکے لکھنے کی نہیں ہے ف و س ر تہ اُن لوگوں کا ہے جنکو عذاب کیا جائیگا یہ وہ گروہ ہے کہ اصل ایمان رکھتا ہے مگر وفا کرنے میں ہفتضائے ایمان کے قاصر رہا ہے سو اصل ایمان یہی توحیدِ الوہیت ہے کہ سوا اللہ کی کسی عبادت کرے اب اگر کوئی شخص اپنی خواہش نفس کا پیرو ہوگا تو اسکا معبود ہی اُسکی ہوا ہے نفسِ شہیری اور ایسا شخص فقط زبان سے موحّد ہوا ہے اصل توحید اُسکو حاصل ہوئی یہ اصل توحید جب اُسکو آتھا آسکتی ہے کہ لا الہ الا اللہ اور کرمیہ قل اللہ ثم ذرہم فی خوضہم یلعبون دونوں کے معنی ایک سمجھے اس طرح پر کہ غیر اللہ کو بالکل چھوڑ دے اور سوا اللہ کے کسی کو معبود نہ جانے

غیر حق ہر چہ دلت را بر بود	سمراء تو ہماں خواہد بود
<p>پھر کریمہ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا کے معنی بھی دہی جانے جو ان دونوں نے جانے تھے اس آیت میں علاوہ توحید کے ذکر استقامت کا بھی کیا ہے یہ صراطِ مستقیم کہ سپر قیام کرنے سے توحید بندہ کی کامل ہوتی ہے بال سے زیادہ باریک تلوار سے زیادہ تیز ہے جیسے پل صراطِ آخرت کا حال ہوگا ولذا ہر ایک انسان میں کچھ نہ کچھ انخواف اس راہِ راست سے ضرور ہی ہوتا ہے اسلئے کہ ہر ایک بشر کی قدیر پڑی ہوئے نفس کی فریفتہ ہے اگرچہ ادنیٰ امر ہی میں کیوں موقعا تباع خواہش نفس سے کمال توحید میں فرق آجاتا ہے یہ فرق بقدر اسکے میل کے راہِ راست ہوتا ہے اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ درجاتِ قرب میں بھی ضرور نقصان پڑ جاتا ہے اور نقصان کے ساتھ دو آئین لگی ہوئی ہیں ایک آگ جالی کی اس کمال سے جو کہ سبب نقصان کی نبت ہو گیا ہے دوسری آگ جہنم کی جسکو قرآن نے بیان کیا ہے پس شخص جبکہ صراطِ مستقیم سے اٹل ہے وہ دوبارہ جذب ہوگا دو طرح سے کثرتِ مشغولت اس عذاب کی اور تفاوت اُسکا بحال طے کرے کہ وہ امر ہوگا اکیفت</p>	

وضعف ایمان دوسری کثرت و قلت اتباع ہوئی اور چونکہ کوئی بشر غالب حال میں کسی ایک امر سے  
 منجملہ ان دو امر کے خالی نہیں ہوتا ہے اسی لیے اللہ پاک نے فرمایا ہے وان منکم الا  
 واردھا کان علی ربک حتماً مقضیاً ثم انھی الذین اتقوا وندموا الظالمین فیہا  
 جثیاً سلف خائنین نے کہا ہے ہم ایسے ڈرتے ہیں کہ ہکو وود علی النار پتھین حاصل ہے اور نجات  
 میں ہکو تک ہے حکایت حسن نے جب یہ حدیث سنی کہ بعض آدمی بعد ایک ہزار برس کے  
 آگ سے ٹھیکہ اور وہ یا حیاتان یا مٹان کہیگا تو کہنے لگے یا لبتی کھت ذلک الرجل احادیث  
 میں اس پر بھی دلالت ہے کہ سب سے پیچھے جو شخص آگ سے باہر آئیگا وہ بعد سات ہزار برس کے  
 ٹھیکہ اختلاف مدت کا ایک لحظہ سے سات ہزار برس تک کا ہے کوئی آگ پر سے مثل بجلی کے  
 گزر جائیگا اسکو ذرا سا بھی توقف نہوگا پھر درمیان ایک لحظہ وسات ہزار برس کے تفاوت درجہ کا  
 ہے ایک دن کا ایک ہفتہ کا ایک ماہ کا پھر باقی مدتوں کا رہا اختلاف شدت کا سو اس کے اعلیٰ  
 کچھ نہایت نہیں ہے ادنیٰ اسکا تعذیب ہے ساتھ مناقشہ کرنے کے حساب میں جس طرح بعض  
 پادشاہ بعض مقصرین فی الاعمال سے مناقشہ فی الحساب کرتے ہیں پھر معاف کر دیتے ہیں اور  
 کبھی کوڑے مارتے ہیں کبھی کسی اور طرح کی سزا دیتے ہیں ان دو اختلاف کے سوا عذاب میں  
 ایک اور اختلاف ہے کہ وہ نہ مدت کا اختلاف ہے نہ شدت کا بلکہ جس عذاب کا اختلاف ہے  
 کہ کسی پر مثلاً فقط جہر مانہ کیا اور کسی کا مال ضبط ہو گیا کسی کی اولاد قتل کر دی گئی کسی کے گھر کی عورتیں  
 پکڑ کر کینہ زبانی لگئیں اور رشتہ داروں کو تکلیف دی گئی زبان ہاتھ ناک کان کاٹ ڈالے گئے  
 الی غیر ذلک اسی طرح عذاب آخرت میں بھی اختلاف ہوگا جس طرح کہ اولہ شریعت سے ثابت  
 ہوتا ہے مگر یہ اختلاف عذاب کا مطابق اختلاف قوت وضعف ایمان و کثرت و قلت طاعات  
 کسی دینی معاصی کے ہوگا پھر گناہوں کی برائی جتنی سخت تر روزیادہ تر ہوگی اتنا ہی عذاب بھی  
 شدید و کثیر تر ہوگا اور جس قسم کا گناہ ہوگا اسی قسم کا عذاب بھی مختلف ہوگا اہل کشف کو یہ امر  
 علاوہ دلائل کتاب عزیر کے نور ایمان سے بھی منکشف ہوا ہے یہی مراد ہے اس آیت سے و ما یک

بظلام للعید و الیوم تجزی کل نفس بما کسبت و انه لیس للانسان  
 الا ما سعی و قوله فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ و من یعمل مثقال  
 ذرۃ شرا یرہ اسکے سوا اور بہت آیات و احادیث ہیں جنسے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ  
 جزائے اعمال میں ثواب و عقاب براہ عدل و انصاف ہوگا ذرہ برابر کسی پر ظلم نہ ہوگا جانبِ عفو  
 و رحمت راجح ہوگی حدیث قدسی میں آیا ہے سبقت رحمتی غضبی اور قرآن میں فرمایا ہے  
 و ان تک حسنة یصاعفہا و یؤت من لدن اجرًا عظیمًا معلوم ہوا کہ ارتباط  
 درجات و درجات کا حسنات و سیئات سے بدلہ لائل شرعیہ و نور معرفت کافیہ ثابت ہے  
 رہی تفصیل سو وہ نرسے گمان سے پہچانی جاتی ہے اسکا مستند ظاہر اخبار اور ایک طرح کا  
 حدس ہے جو مستند ہوتا ہے انوار استبصار سے بعین اعتبار اب جو شخص اصل ایمان کو مضبوط  
 کر کے تمام کبار سے بچ گیا اور یہ فرائض یعنی ارکان خمسہ اسلام کو اچھی طرح بجالا گیا  
 اور اس کے ذمہ فقط چند تغیر ہی ہونگے جن پر وہ مصر نہ تھا تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ  
 اُس سے فقط جھگڑا حساب کیا ہوگا اور کسی قسم کا عذاب اُس کو نہ دیا جائیگا حساب کے ہوتے ہی  
 پلہ حسنات کا سیئات پر بھاری پڑ جائیگا کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ نماز پنجگانہ اور جمعہ اور  
 رمضان کے روزے بچکی خطاؤں کا کفارہ ہو جاتے ہیں اور کبار سے بچنا تو خود قرآن میں آیا  
 کہ وہ کفارہ صفائے ہو جاتا ہے ادنیٰ درجہ کفارہ ہونے کا یہ ہے کہ اگر حساب کو دفع نہ کرے  
 تو عذاب کو تو دوسری کر دے سو جس کسی شخص کا یہ حال ہوگا اور اسکا پلہ بھاری ہوگا تو نقصان  
 قیاس کا یہ ہے کہ وہ بعد گزرائی پلہ اور بعد فراغ کے حساب سے اچھے آرام و امن میں ہو گیا  
 یا ان زمرہ مقربین یا اصحاب یمن میں اسکا لاحق ہونا اور جنت عدن یا فردوس برین میں  
 جانا یہ منحصر ہے اقسام ایمان پر ایسے کہ ایمان کی دو قسمیں ہیں ایک تھلیدی جیسے ایمان عوام کا کہ  
 جو کچھ سنتے ہیں اسکو سچ جانتے ہیں اور ہمیشہ اُسی اعتقاد پر رہتے ہیں دوسرا ایمان کشفی ہے  
 جو کہ نور الہی موجب شرح صدر ہو جاتا ہے اُس میں سارے موجودات جس طرح پرکھ اصل



میں ہیں منکشف ہو جاتے ہیں اور یہ بات کھلی جاتی ہے کہ سب کا مرجع طرف اللہ کے ہے والے  
 مہربان ملتہی کیونکہ سوائے اللہ اور اس کے افعال و صفات کی کوئی شے موجود نہیں ہے مع الکل شے  
 ماعلا اللہ باطل و اس طرح کے ایمان والے مقرب ہونگے اور نہایت درجہ کا قرب ملا رہے  
 سے رکھتے ہونگے ان کا مقام فردوس اعلیٰ میں ہوگا پھر ان کے بھی بہت سے انواع ہونگے کوئی  
 سابق ہوگا کوئی سابق سے کمتر غرض کہ جتنا تفاوت انکی معرفت میں ہوگا اتنا ہی ان کے قرب میں فرق  
 ہوگا درجات عارفین کی معرفت میں جیڑیں کیونکہ کنہ جلال الہی کا معلوم کرنا ممکن نہیں ہے اسکی نسبت  
 ایک دریا سے ناپید کنارہ ہے جسکے نہ تھاہ ہے نہ کنارہ پھر جو لوگ ائمن غوطے لگاتے ہیں وہ  
 موافق اپنی طاقت کے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں یا جسد کہ انزل بن اُسکے نام پر لکھ دیا ہے اتنا ہی ہر وہ  
 پاتے ہیں و لکن

تو گرسا قی شوی مرد تنگظرفی نیاماند	بقدر بحر باشد وسعت آغوش ساحلها
تورہ از کثرت اسباب بر خود تنگ سیدای	سبکرو جان چوبوے گل فرد بستند محلها

سو جسطرح کہ منازل طریق الی اللہ کی بے نہایت ہیں اسی طرح درجات سالکین کے بھی بے نہایت ہونگے  
 اب جو شخص ایمان تقلیدی رکھتا ہے وہ زمرہ اصحاب یمین میں تو ہوگا لکن درجہ اسکا درجہ مقربین سے کم ہوگا  
 پھر اصحاب یمین کے بھی بہت سے مدارج ہونگے ائمن کا صاحب درجہ اعلیٰ مقربین کے ادنیٰ درجہ والے سے  
 لگ بھگ ہوگا قف یہ حال اُس شخص کا ذکر کیا گیا ہے جو تمام کبار سے مجتنب تھا اور سب فرائض اسلام  
 مثل نماز روزہ حج زکوٰۃ و شہادت کلمہ طیبہ زبان سے بجا لاتا تھا اب اُس شخص کا حال سوچئے ایک یا زیادہ  
 گناہ کبیرہ کیا ہے اور بعض ارکان اسلام کو چھوڑ دیا ہے ایسا شخص اگر وقت موت پہلے توبہ خالص کر لے گا  
 تو مثل اُس شخص کے ہو جائیگا جسے کہ گناہ کبیرہ نہیں کیا ہے حدیث میں فرمایا ہے التائب من الذنب  
 کما اذا نبت لہ کبر سے کہ جب دھو و تودہ میلا نہیں رہتا گو یا سر سے سے اسپرسل لگا ہی نہ تھا اگر توبہ  
 پہلے کر گیا تب البتہ موت کے وقت اُسکے حال پر خوف ہے کیونکہ اگر موت اُس گناہ کے اصرار پر ہوئی  
 تو کیا عجب ہے کہ ایمان رکھ کر طہا جاسے اور انجام بُرا ہو یا ان اسباب سوء خاتمہ و حسن خاتمہ کا رسالہ

صدق للہا میں کیا گیا ہے خصوصاً جبکہ ایمان تقلیدی ہے کیونکہ کو تقلیدِ نچتہ ہوتی ہے مگر دینی ہشتمہ و خیال سے ٹھیلی پڑ جاتی ہے۔ ۷

بیمخردیہ رسیک در محل بستند

تو بنار النفس باز پس بر دستِ رست

ہاں مارف صاحب بصیرت پر خوفِ خدا تہ کا نہیں ہوتا ہے وہ اس خوف سے دور تر رہتا ہے اور یہ دونوں اگر ایمان پر مرثیے تو معذب ہونگے مگر یہ کہ اللہ ایسا عذاب اُنکو نہ کرے گا جو عذابِ ناقصہ فی الحساب پر زیادہ ہو اور کثرتِ عذاب کی اس حیث المدة مطابق کثرتِ مدت اصرار کے ہوتی ہے اور من حیث الشدة موافق تیج کبائر کے اور من حیث اختلاف النوع بحال اختلافِ اصنافِ سیئات کے اور جب مدتِ عذاب کی گذر جائیگی تو بلکہ متقلدین درجاتِ اصحابِ یمن میں نازل ہونگے اور عارفین متبصرین اعلیٰ علیین میں کیونکہ حیثیت میں آیا ہے اخو من ینخرج من الناس یعطی مثل الدنیا کما عاش فی اضعافِ رواہ البخاری عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس سے کوئی پیمائشِ اجسام کی سمجھے کہ مثلاً اگر دنیا ایک ہزار کوس کی ہے تو اُسکو دس ہزار کوس زمین ٹیگیں زمین چل ہے ساتھ طریق ضربِ مثل کے بلکہ اُسکو یوں سمجھنا چاہیے کہ کوئی مثلاً یوں کہے کہ اُسے ایک اونٹ لیا اور اُسکو دس گنا اُس اونٹ کا دیا یعنی اگر اونٹ دس روپیہ کا تھا تو اُسکو سو روپیہ دینے اور اگر اس مثل سے مثل ہی سمجھ دزن و ثقلین تو اگر سو روپیہ کے کو ایک پلہ تر از زمین رکھیں گے اور دوسرے پلہ میں اونٹ رکھیں گے تو بھی برابر عشرِ عشر کے نہوگا مثال میں مقابلہ معافی و ارواحِ اجسام کا ہوتا ہے نہ اُنکے اشخاص و ہیاکل کا مثلاً عرض اونٹِ دزن و طول و عرض اونٹ کا نہیں ہے بلکہ اُسکی مالیت ہے سو وہ مالیت اونٹ کی روحِ ٹھیری اور گوشت و خون اُسکا جسم ٹھیرا تو سو روپیہ اُسکے دس گنے باعتبار اُسکے وزن و روحانی کے ہیں نہ باعتبار اُسکے وزن جسمانی کے اور جو شخص کہ مالیت نقد کی اور اونٹ کی جانتا ہے اُسکے نزدیک سو روپیہ کو دس گنا اونٹ کا کہنا صحیح ہے یہاں تک کہ اگر اُسکو بعض کچھ سو روپیہ کے ایک جو ہر جس کا دزن چند ماشہ اور مول سو روپیہ ہوتا ہے دیدیت اور کتنا کہ سینے اُسکو دس گنا دیا تو درست تھا مگر اس قول کی راستی سوائے جو ہر جس اور کوئی نہیں جان سکتا ہے کیونکہ جو ہر کی روح نری آنکھ سے نظر نہیں آتی ہے اُسکے لیے تو ایک اور بصیرت

بھی سوئے اس بصر کے درکار ہے یہی وجہ ہے کہ اس بات کوئی لڑکا یا گنوار نہ مانگا بلکہ یوں کہیے کہ جو کچھ  
 وزن تو چند ماشہ ہے اور اونٹ کا وزن اُس سے ہزاروں گنا زیادہ ہے تو یہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ میں نے  
 دس گنا دیا جھوٹ بولتا ہے حالانکہ حقیقت میں یہی دونوں جھوٹے ہیں نہ وہ شخص یہ بات نزدیک لے کر  
 جیتے ٹھیرے کہ اسکے دلیں وہ نور آجائے جس سے کہ روح جو ہر و مال کی معلوم ہوتی ہے سو یہ بات  
 لڑکے کو بعد بلوغ کے اور گنوار کو بعد نعیم کے آتی ہے اسوقت آنکھ راستی اس قول کی معلوم ہوتی ہے  
 میں کہتا ہوں راج ایسکے بھی یہی قول ہے کہ ظاہر و باطن مثل دونوں پر ایمان لائے کیونکہ جنت بطرح  
 کہ بڑی قیمتی چیز ہے اُسی طرح اگر اُسکا عرض و طول بھی آسمان و زمین سے بڑا سمجھا جائے تو عین  
 مدلول کتاب سنت و اہل سنت و اہل صراط لکل شیء واللہ اعلم بطرح انبیا کو معکریں سے کام چلتا ہے  
 اور اسی انکار سے اُنکی آزمائش ہوتی ہے اسی طرح اولیا علماء کو بھی باہلون سے کام پڑتا ہے  
 اور یہ باعث اُنکے امتحان کا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ علماء و اولیا کسی نہ کسی طرح کی ایذا سے خالی نہیں  
 ہوتے ہیں اُنکا بھی امتحان لیا جاتا ہے کوئی شہر سے نکال دیا جاتا ہے کسی کی چغلی سامنے بادشاہ قیصر کے  
 کھائی جاتی ہے کچھ لوگ اُنکے کفر پر گواہی دیتے ہن کچھ بددین کہتے ہن قف بہر حال دوزخ سے  
 بجز موجد کے اور کوئی باہر نہ نکلیگا ہمارے عرض توحید سے یہ نہیں ہے کہ فقط زبان سے کلمہ لا الہ الا اللہ  
 کہ لیا فارغ ہوئے کیونکہ زبان عالم ظاہری سے ہے اُسکا فائدہ فقط دنیا ہی تک ہوتا ہے یعنی قائل کلمہ  
 گردن نہیں سے جاتے ہے اُسکا مال و ٹامہ نہیں جاتا ہے سو گردن و مال کی مدت اسی زندگی دنیا کی مدت  
 تو پھر جہان کہ نہ گردن ہے نہ مال ہاں زبان سے کلمہ کہنا کیا فائدہ دیگا و ہاں توحید کا کمال اور  
 اُسکا سچا ہونا کام آئیگا اس طرح کہ تمام امکو کو طرف سے خدا کے جانے اسکی پہچان یہ ہے کہ خلق  
 میں سے کسی پر غصہ نہ ہوگا اُسکے ساتھ کوئی برسلو کی کرے کیونکہ جب سب چیزیں طرف سے اللہ کے  
 ہن قل کل من عند اللہ تو خلق نری ذریعہ ٹھیری مسبب الاسباب سب کا وہی ایک

لا شریک لہ ہوا۔

کہ دل ہر دو در تصرف اوست

از خدا دان خلاف دشمن دوست

اس توحید میں بھی لوگ مختلف درجات ہیں بعض کی توحید پہاڑ کے برابر ہے اور بعض کی  
 مثال برابر اور بعض کی برابر ذرہ و دانہ خردل کے سوجھکی توحید برابر دنیا کے ہوگی وہ سب  
 پہلے دوزخ سے باہر نکلیگا اور جسکے دلیں ذرہ برابر ایمان ہوگا وہ سب سے پہچے نکلیگا اور دنیا  
 مثال و ذرہ کے بہت سے درج و تقادرات ہیں کہ بموجب اُنکے اہل توحید نکلتے جاوینگے یعنی اول  
 طبقہ مثال کے لوگ پھر اُس سے کم پھر اُس سے کم تر حتیٰ کہ آخر ذرہ برابر ایمان والوں کی جماعت نکلیگی  
 اور وزن مثال و ذرہ کو بطور ضرب مثل سمجھنا چاہیے توحیدین جو دوزخ میں جائینگے اُسکی وجہ  
 یہی ہے کہ لوگوں کے حق اُنکے ذمہ پر ہونگے اور یہ حقوق بموجب حدیث شریف چھوٹنے کے نہیں  
 باقی اقسام گناہوں کے قائل عنونو کفر میں چنانچہ روایت میں آیا ہے کہ بندہ سامنے خدا کے  
 کھڑا کیا جائیگا اُسکی نیکیاں اتنی ہونگی کہ اگر اُسکے پاس ستین تودہ جنتی ہوتا مگر اُسدم اہل حقوق  
 جہنم است ظلم کیا ہوگا کھڑے ہو گئے سیکو گالی دی ہوگی سیکو مارا ہوگا سیکا مال لیا ہوگا سوار کے  
 حسدات سے اُکو دینگے بہا تک کہ اُسکے پاس ایک نیکی بھی باقی نہ رہیگی فرشتے عرض کریں گے کہ اُسکی نیکیاں  
 نو پونکین اور ابھی مدعی بہت باقی ہیں حکم ہوگا کہ اُنکی بدیوں میں سے اُسکے سنیات پر اضافہ کرو اور دوزخ  
 کے نام ایک قبالہ اُسکے لیے لکھ دو جو بطرح کہ ایک آدمی دوسرے کے بدلے بسبب اُسکے سنیات کے  
 ہلاک ہوتا ہے اسبطرح پاس مظلوم کے جب ظالم کی نیکیاں بدلے میں آتی ہیں تو اُسکو نجات  
 مل جاتی ہے حکایت ابن جلاء صوفی کی کہ اپنے غیبت کی تھی پھر اُسکے معاف کر دے کو اُنکے پاس ایک  
 آدمی بھیجا انھوں نے کہا میں معاف نہیں کرونگا میرے نامہ اعمال میں اس سے بڑھ کے کوئی نیکی  
 نہیں ہے میں اُسکو سطح مشادوں یہ غیبت جو تھے یا اور بھائیوں نے میری کی ہے تمھارے  
 اُنکے حقیق گناہ ہے اگر میرے لیے نیکی ہے میں چاہتا ہوں کہ اپنے نامہ اعمال کو اس حسنہ سے زینت  
 دوں یہ بیان ہے لوگوں کے مختلف ہونے کا آخرت میں بابت درجات سعادت و شقاوت کے  
 جو حکم ہر فرقے کا لکھا ہے وہ باعتبار ظاہر اسباب کہ ہے جس طرح کوئی طبیب کسی بیمار کو کمدیتا ہے  
 کہ وہ بیشک مر جائیگا اسکا مرض علاج پذیر نہیں ہے اور دوسرے بیمار کو کمدیتا ہے کہ اُسکا مرض

خفیف ہے اور اسکے علاج بھی آسان ہے سو یہ قول طبیب کا حقین اُن دونوں کے باعتبار اکثر احوال  
 ہوتا ہے ورنہ بعض اوقات میں مریض قریب الموت زندہ رہتا ہے اور خفیف المرص چل دیتا ہے  
 طبیب کو خبر نہیں ہوتی سو یہ امور اللہ پاک کے اسرار خفیه میں جنکو مردم زندہ کی ارواح میں رکھتا ہے  
 اور ایسے اسباب باریک جنکو سبب الاسباب نے ایک وقت و اندازہ مقرر پر مرتب کر رکھا ہے  
 آدمی کی طاقت نہیں ہے کہ انکی کنہ کو معلوم کر کے اسطرح نجات و علاج آخرت کے لیے اسباب  
 خفیه میں کہ اُن پر اطلاع پانا قدرت بشر سے خارج ہے جس سبب خفی سے نجات ملتی ہے اُسکو عفو  
 و رضا کہتے ہیں اور جو سبب موجب ہلاک کا ہوتا ہے اُسکو غضب و انتقام بولتے ہیں انکے سوا  
 ایک اور شیت ازلی الہی کا مجید ہے جسکی اطلاع خلق کو نہیں ہوتی ہے ایسے ہیہ واجبہ کہ ہم  
 عفو کو گناہگار سے جائز جانیں گوارا سکی خطائیں ظاہری بہت ہوں

نصیب است بہشت اخذ ثنائس برو	کہ مستحق کرامت گناہگار افسند
-----------------------------	------------------------------

اسطرح غضب کو مطیع پر روا رکھیں اگرچہ طاعات ظاہری اُسکی بہت کچھ ہوں ایسے کہ اعتبار  
 تقویٰ کا ہے تقویٰ ایک باریک چیز ہے اندر دل کے کہ خود شقی کو اُسپر اطلاع نہیں ہوتی دوسرے کو  
 کس طرح اُسپر آگاہی حاصل ہو پھر بھی اہل ذل پر یہ بات مشکف ہوئی ہے کہ بندہ میں جب کوئی سبب  
 خفی عفو کا مقتضی ہوتا ہے تب ہی عفو ہوا کرتا ہے اور غضب بھی جب ہی ہوتا ہے کہ کوئی سبب  
 باطنی مقتضی بعد کا اللہ سے ہوتا ہے اور اگر یہ بات نہ ہو تو عفو و غضب جزا و اعمال و اوصاف  
 نہ ٹھہریں اور اگر جزا نہ ہو تو عدل نہ ہو اور اگر عدل نہ ہو تو یہ آیت نہ بنے و ما ربک بظلام للعبد  
 وقولہ تعالیٰ ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ مالکم یہ امور صحیح ہیں اس سے ثابت ہوا کہ انسان کو  
 وہی دیکھا جو اُس نے کیا ہو گا اور اپنے کماے کو خود ہی جگھٹے گا کہ دنی خوش آمد لی پیش اگر  
 انسان کجروی کریگا تو اللہ اُسکو کج کو دیگا جب وہ اپنے نفس کو بدلتا ہے تب ہی اللہ بھی اُسکی  
 حالت بدل دیتا ہے کما قال سبحانہ و تعالیٰ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی  
 یغیروا ما بانفسہم یہ سبب باتیں اہل دل کو انکھ کے دیکھنے سے بھی زیادہ تر روشن ہوتی ہیں

کیونکہ آنکھ کے دیکھنے میں غلطی کا احتمال ہے کہ کبھی بڑے کو چھوٹا دیکھتی ہے اور دو کو نزدیک  
 اور مشاہدہ دل میں غلطی نہیں ہوتی ہے یہ کیفیت اسکو بعد حصول بصیرت کے کھلتی ہے اور  
 اُسکے بعد بھی اسکو دیکھا کرتا ہے اس میں کذب کا تصور نہیں ہو سکتا والیہ الاشارة بقول  
 تعالیٰ ملک کذب الفؤاد ما سراہنی فیکسر لہ ربہ نجات والون کا ہے غرض ہماری تجات سے  
 فقط سلامت ہے سعادت و فوزیہ لوگ وہ ہونگے جنھوں نے نہ کوئی خدمت کی کہ خلعت پائیں  
 اور نہ کوئی قصور کیا کہ عذاب ملے غالباً یہ حال نجائین و صبیان کفار اور مستوحین اہل کفر کا  
 ہوگا جنکو اطراف بلاد میں دعوت نہیں پہنچنی انکی زندگی اسی بیوقوفی و عدم معرفت میں گزری  
 وہ نہ معرفت رکھتے تھے اور نہ جاہد تھے نہ طاعت کرتے نہ معصیت اُنکے لیے نہ کوئی وسیلہ ہے  
 جو تقرب بخشنے اور نہ جنابت ہے جو انکو دور ڈالے سو وہ نہ اہل رحمت ہیں نہ اہل نار بلکہ ایسی منزلت  
 میں ہونگے جو درمیان ان دونوں منازل کے ہے اور ایسے مقام میں ہونگے جو بین القایین ہے  
 شرع نے اُسکو بلطف اعراف تعبیر کیا ہے ع از دوزخیان پرس کہ اعراف بہشت است  
 حلول ایک طائفہ خلق کا اعراف میں آیات و اخبار و انوار اعتبار سے یقیناً معلوم ہی رہا حکم  
 علی العین مثلاً یہ کہ صبیان اُنھیں میں سے ہیں سو یہ حکم مظنون ہے کچھ متیقن نہیں ہے  
 اطلاع اسپر تحقیقاً عالم نبوت میں ہے رتبہ اولیاء و علما کی ترقی و ہدایت تک بعید ہے اولیاد  
 حق میں صبیان و اطفال کے بھی متعارض آئے ہیں ایک کچھ مرگیا تھا عایشہ نے کہا عصفوا  
 من عصافیر الجنة حضرت نے انکار کیا اور فرمایا و ما یدریک اس صورت میں اشکال و  
 و اشتباہ اس مقام میں اعلیٰ و اعلیٰ علم جو تھار رتبہ فائزین کا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو عارف  
 میں مقلد نہیں ہیں گروہ مقررین سابقین کا ہے جنکا ذکر قرآن میں آیا ہے کیونکہ مقلد کے لیے اگرچہ  
 علیٰ ہجملہ کچھ فوز بسبب مقام فی الجنۃ کے ہو لکن وہ اصحاب یمن میں ہے اور یہ مقررین ہیں اور  
 جو کچھ انکو ملیگا وہ حد بیان سے باہر ہے اور جتنا بیان اسکا ہو سکتا ہے وہ وہی ہے جو  
 قرآن میں آیا ہے اللہ کے بیان سے بڑھ کر کیا کوئی بیان کر سکتا ہے اور جس بات کی تعبیر

اس جہان میں نہیں ہو سکتی اُسکو اللہ پاک نے بطور اجمال کے ارشاد کیا ہے **قَالَ لَقَدْ**  
**فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ** اور حدیث قدسی میں آیا ہے **اعْدُو**  
**لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ** مالا عینِ رات و لا اذن سمعت و لا خطر علی قلب بشر  
 اور مقصود عارفین کا وہی حالت ہے جو دل پر کسی بشر کے اس جہان میں نہیں گذر سکتی ہے رہی  
 حور و قصور و میوہ جات اور شیر و شہد و شراب و کنگن و زبور جو جنت کی چیزیں ہیں سو  
 عارفوں کو اُن پر کچھ حرص نہیں ہوتی ہے یہ چیزیں اگر انکو دیا جائیگی تو وہ اُن پر قناعت فرمائیگی  
 بلکہ طالب لذت دیدار الہی کے ہونکے کہ فایت سعادت و انتہائے لذت یہی دیدار خداوندگار  
 کا ہے **حکایت** رابعہ محدویہ رحم سے کہتا تھا تکوین میں کتنی رغبت ہے کہ اے عالم شہ  
 الداس غرض کہ اس قوم کو جب ربُّ الدار نے دار و زرینت دار سے مشغول کر دیا ہے بلکہ ہر شے سے  
 جو سوا اسکے ہے یہاں تک کہ اپنی جانوں تک بھی وہ مشغول ہیں۔

بامیدش اندر گدائی صبور

گردایا نے از پادشا ہی نفور

انکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی عاشق اپنے معشوق کے دیکھنے کی فکر میں ڈوبا ہوا کھو یا ہو  
 ہو اس حال میں اُسکو کچھ خبر ترن میں کی نہیں ہوتی اور جو صدمہ اسکے بدن پر پہونچتا ہے وہ  
 ذرا بھی معلوم نہیں ہوتا ہے اس حالت کو فنا فی المحبوب کہتے ہیں یعنی اسکی نوبت اس درجہ  
 پہونچ گئی ہے کہ سوائے محبوب کے اور کوئی چیز اُسکے پیش نظر نہیں ہے نہ دل میں غیر محبوب کے  
 گنجائش باقی ہے کہ اُسکی طرف التفات کرے خواہ وہ غیر اسکا نفس ہو یا اور کوئی شے اس حالت سے  
 آخرت میں اُسکو وہ کچھ لیگا جو اس جہان میں کسی بشر کے دلیں نہیں آسکتا ہے جس طرح کہ  
 صورت رنگ و آواز کی برے اندھے آدمی کے دل پر مفہوم نہیں ہوتی ہے لکن اگر اُسکے  
 کان اور آنکھ کا حجاب دور کر دیا جائے تو وہ حال ان چیزوں کا معلوم کرنے لگے گا اور  
 جان لیگا کہ واقع میں پہلے میرے دلیں انکا آنا متصور نہ تھا اسی طرح دنیا بھی  
 درحقیقت ایک حجاب ہے اسکے اُٹھ جانے سے آدمی کو لذت حیات طیب کے معلوم ہوتی ہے

اور اس مضمون کا ارادہ ہوتا ہے کہ ان اللہ کے اخلاق و اوصاف جن سے صدور گناہ کا ہوتا ہے  
 القدر کا فی بیان تفرع الدرجات علی الحسنات واللہ الموفق بلطفہ

## فصل

اوصاف و اخلاق انسان کے بہت ہیں مگر وہ اخلاق و اوصاف جن سے صدور گناہ کا ہوتا ہے  
 منحصر چار صفتوں میں ہیں ایک بومیت دوسرے شیطانت تیسرے ہیبت چوتھے بیعت  
 وجہ اس کی یہ ہے کہ خمیر انسان کا اور سرشت اس کی اخلاط مختلفہ سے ہوئی ہے ہر خط انسان میں  
 اپنا اثر علیہ دکھلانا چاہتی ہے مثلاً جب کبھی شکر و سرور و عرفان سے بنائی جائیگی تو اس میں  
 ہر ایک شے کا اثر جدا جدا ہوگا اسی طرح ان چار صفتوں کا اثر جدا جدا ہوتا ہے صفت ربوبیت  
 مقتضی ایسا امور کی ہوتی ہے جیسے کبر و فخر و غیرت و محبت و ثنا و عزت و ثناء و انگری و محبت بقاے دینی  
 و علو علی الخلق ہے یہاں تک کہ گویا یہ کہنا چاہتا ہے انا ربکم الاعلیٰ اور اس صفت سے  
 ایسے گناہ کبیرہ نکلے ہیں کہ لوگوں کو ان کی خبر بھی نہیں ہوتی بلکہ ان کو گناہوں میں شمار بھی نہیں کرتے  
 حالانکہ وہ بڑے مہلکات ہیں بلکہ اکثر گناہوں کے جڑ ہوتے ہیں عزالی نے بیان انکا استقامت  
 جلد سوم احیاء العلوم میں کیا ہے زواجین کہا ہے لقد قال بعض الائمة کبار القلوب  
 اعظم من کبار الجوارح لانہا کما توجب القسوة والظلم وتزید کبار القلوب  
 بانہا تاكل الحسنات وتوالی شدائد العقوبات ولما ذکر بعض الائمة  
 الکبار الباطنة واصلها الی اکثر من ستین قال والذم علی هذه  
 الکبار اعظم من الذم علی الزنا والسرقة والقتل وشرب الخمر اعظم  
 مفسدتها وسوء اثرها ودامہ فان تارها تدمم بحیث تصیر حالاً للشخص  
 وھیئة راسخة فی قلبہ بخلاف اثار معاصی الجوارح فانہا سرعۃ الزوال بمجرد  
 الاقلاع مع التوبۃ والاستغفار والحسنات الملاحیة والمصابیہ للکفرۃ



ان الحسنات یدھبن السیئات ذلک ذکرہی للذکرین دوسری صفت شیطان  
اس صفت حسد سرکشی حیث کہ مکر جھگڑا بُری بات کا حکم کرنا پیدا ہوتا ہے اس میں کھوٹا پن  
وفاق و بدعت کی طرف بلانا اور اگر آپ ہی داخل ہے تیسری صفت بھیمی ہے اس صفت سے  
یہ قبا حین متفرع ہوتی ہیں شدت حرص طمع شہوت شکم و فرج اس کی شاخ ہیں زنا اٹلا شہوری  
اکل آل تیم جمع مال حرام چو شہی صفت سبھی ہے اس صفت سے یہ برائی ان نخلتی ہیں غضب کینہ  
مارپیٹ گالی گلوچ قتل کرنا مال ضائع کرنا اس سے بھی کئی گناہ پیدا ہوتے ہیں اصل بدیش  
میں پچاروں صفتین تبدیع آتی ہیں اولاً صفت بھیمی غلبہ کرتی ہے پھر بعد اسکے صفت  
سبھی ظاہر ہوتی ہے پھر یہ دونوں جمع ہو کر عقل کو کمزور فریب دینے میں لگاتے ہیں اور اس سے  
صفت شیطانی کا زور ہوتا ہے پھر جبکہ آخر میں صفت سبھی غلبہ کرتی ہے اور عقل و عورت و  
کبر کی خواہش اور سب لوگوں پر حاوی ہوتی ہے اس صفت سے کئی گناہ پیدا ہوتے ہیں  
و منابعا پھر ان منابع سے دربان ذنوب کا جوارح پر ہوتا ہے بعض گناہ خاص  
دل سے تعلق رکھتے ہیں جیسے کفر و بدعت و نفاق اور لوگوں کی بُرائی جی میں رکھنا اور  
بعض گناہ آنکھ و کان سے علاوہ رکھتے ہیں اور بعض شکم و شہرگاہ سے اور بعض ہاتھ پاؤں  
سے اور بعض تمام بدن سے و حاجۃ الی بیان تفصیل ذلک فانتظار واضح  
ہے قوارع الارکان میں ذنوب کو کتاب زواجر سے یکجا جمع کیا ہے سب ۶۶ گناہ  
کسی میں سے ہیں اور قواعد البشر میں ذنوب جوارح کو لکھا ہے وہ سب چار سو ایک گناہ  
ہوتے ہیں قسمت ثانیہ گناہ دو قسم کے ہیں ایک درمیان بندہ اور خدا کے دوسرے  
وہ جس کا علاقہ حقوق عباد سے ہے سو وہ گناہ جو خاص بندہ سے متعلق ہیں وہ ایسے ہیں جیسے نماز  
و روزہ و واجبات خالصہ و جو حقوق عباد سے تعلق رکھتے ہیں وہ ایسے ہیں جیسے ترک  
زکوٰۃ و قتل نفس و غضب اموال و دشنام دہی و آبروریزی پس جو شخص کسی غیر کا حق  
لیتا ہے تو وہ حق یا اس کا نفس ہے یا طرف یعنی عضو یا مال یا آبرو یا دین یا جاہ ہے

اور دین کا لینا یوں ہوتا ہے کہ ہر طرف بڑت کے لاسے اور گناہوں کی طرف نکلتا ہے  
 اور ایسے اسباب کا باعث ہو جیسے وہ اللہ پر جہت کرنے کے جیسے بعض اعظیمن کا دستور ہے  
 کہ جانب رجا کو جانب خوف پر اتنا غلبہ دیتے ہیں کہ آدمی گناہ پر دلیر ہو جاتا ہے غرض کہ جو گناہ  
 متعلق بندوں سے ہیں انہیں سخت دشواری ہے اور جو گناہ درمیان اللہ اور بندے کے ہیں  
 جبکہ وہ شرک نہوں تو انہیں توقع عفو کی زیادہ ہے حدیث شریف میں آیا ہے دیوانہ یعنی  
 نامہ اعمال میں ہیں ایک وہ دیوانہ ہے جو بخشد یا جاتا ہے دوسرے دیوانہ ہے جو بخشا  
 نہیں جاتا ہے تیسرے دیوانہ ہے جو چھوڑا نہیں جاتا ہے سو وہ دیوانہ جو بخشد یا جاتا ہے  
 گناہ میں بندوں کے درمیان بندہ اور خدا کے اور وہ دیوانہ جو نہیں بخشا جاتا ہے وہ شرک  
 بائند ہے اور وہ دیوانہ جو نہیں چھوڑا جاتا ہے مطالبہ عباد کے ہیں یعنی انکا مطالبہ ضروری  
 ہو گا یہاں تک کہ معاف کیے جائیں اس حدیث کو احمد و حاکم نے عایشہ سے روایت کیا ہے  
 ف تیسری تقسیم گناہوں کی یہ ہے کہ گناہ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک صغیرہ دوسرے  
 کبیرہ انکی قریف میں لوگوں کا بڑا اختلاف ہے بعض نے کہا ہے نہ کوئی صغیرہ ہے نہ کبیرہ  
 بلکہ ہر مخالفت خدا کی کبیرہ گناہ ہوتی ہے یہ قول ضعیف ہے کیونکہ اللہ نے کہا ہے ان تحتسوا  
 کباراً متنبہون عندہ نکھر عنکم سیئاتکم و ندخلکم مہد خلاکم ثم اوقال  
 لعل الذین یجتنبون کباراً لا ثم و الفوا حش الا اللہم حضرت نے فرمایا  
 ہے الصلوات الخمس و الجمعة الى الجمعة یکفرن ما بینہن ان یجتنبوا کباراً  
 رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ و دوسرے لفظیہ ہے کفار لیت ما بینہن الا الکبار اور حدیث ابن عمر میں  
 آیا ہے الکبار لا شرک باللہ و عقوب الوالدین و قتل النفس و الیمین النہوس اور صحابہ نے  
 تعداد کبار میں اختلاف کیا ہے چار سے سات تک پھر نو پھر گیارہ تک پھر اس سے بھی زیادہ  
 ابن مسعود نے چار کبیرہ بتائے ابن عمر نے سات کے ابن عمر نے نو کے ابن عباس نے سات  
 شکر کہا سات سے اقرب تر سات سو میں کبھی کہا کہ جس چیز سے اللہ نے نفی فرمائی ہے وہ

کبیرہ ہے کسی نے کہا چہرہ عید نارائی ہے وہ کبیرہ ہے بعض سلف نے کہا چہرہ دنیا میں  
 حد آتی ہے وہ کبیرہ ہے کسی نے کہا گنتی کبار کی بہم ہے مثل شب قدر و ساعت روز جمعہ  
 ابن مسعود سے پوچھا کبار کتنے ہیں کہا اول سورہ ناس سے تیس آیت تک پڑھتا جا یہاں تک  
 کہ یہ آیت آجائے ان تجتنبوا کباراً ما تنفون عتہ سو جس چیز سے اللہ نے  
 اس سورت میں نہی فرمائی ہے یہاں تک وہ کبیرہ ہے ابو طالب کی لے کہا میں نے کبار کو احاد  
 سے جمع کیا تو سترہ کبیرہ ہوئے قول ابن عباس میں حدود ابن عمر وغیرہم سے اجتماع کبار کا یوں  
 ہوتا ہے کہ چار کبیرہ دل میں ہیں شرک باللہ و اصرار علی معصیۃ اللہ و قنوط من رحمۃ اللہ اور  
 امن من کرا اللہ اور چار زبان میں ہیں شہادت زور و قدرت محسن و یتیم غمخس و محتسبین  
 وہ سو گند ہے جس سے کسی حق کو ناحق یا کسی ناحق کو حق کیا جائے یا جس سے کسی مسلمان کا  
 مال ناحق لے لیا جائے خواہ ایک سواک ہی ہو گو یا قسم اپنے مرتکب کو آگ میں غوطہ دیتی ہے  
 جادو وہ کلام ہے جو کسی انسان یا جسم کو اسکی اصلی خلقت سے بدل دے اور تین گناہ شکم سے  
 متعلق ہیں شراب پینا اریمین ہر شے کی چیز داخل ہے تیمم کا مال ظلم سے کھانا دیکھ و دانستہ  
 سود کھانا دو شرمگاہ سے متعلق ہیں زنا و غلام دو ہاتھوں سے متعلق ہیں قتل و چوری ایک  
 پاؤں سے متعلق ہے یعنی مکر کجنگ سے بھاگنا جیسے ایک شخص دو کے سامنے سے یاد دل  
 بیس کے سامنے سے بھاگ جائے اور ایک تمام بدن سے علاقہ رکھتا ہے یعنی نافرمانی والدین  
 کی اس طرح کہ اگر وہ کسی حق بات پر قسم کھائیں تو فرزند انکی قسم پوری نہ کرے اور اگر کچھ مانگین تو انکو  
 نہ دے اور اگر برا کہیں تو انکو مارے اور اگر بھوکے ہوں تو کھانا نہ دے یہ قول اگرچہ قریب ہے  
 مگر خوب تشفی اس سے بھی نہیں ہوتی ہے ایسے کہ اس سے کم و بیش ہو سکتی ہے مثلاً اس قول کے  
 رو سے سود کھانا مال تیمم کا کھانا گناہ کبیرہ ہے اور اس گناہ کا تعلق مال سے ہے اور جس گناہ کا علاقہ  
 نفس سے ہے اسکی مثال میں قتل کو ذکر کیا ہے اکٹھ بھوڑنے اور ہاتھ کاٹنے وغیرہ انواع عذاب  
 اہل اسلام کو ذکر نہیں کیا اس طرح تیمم کا مارنا اور اسکو عذاب دینا خواہ اسکا کوئی ہاتھ کاٹ ڈالے

یا کوئی اور عضو بیشک بڑا گناہ ہے بنسبت اُسکے مال کھانے کے حدیث میں ایک گالی کے عوض دو گالی دینے کو بھی گناہ کبیرہ کہا ہے اسی طرح دست درازی کرنے کو کسی مسلمان کی آبرو میں حالانکہ یہ بات تمت زنا سے علیحدہ ہے اور شر مگاہ میں بحال بائید اور مساحت اور علت اُبند داخل ہے ابوسعید خدری کہتے ہیں تم لوگ ایسے عمل کرتے ہو جو تمہاری نظروں میں بال سے زیادہ باریک ہیں مگر ہم لوگ انکو عہد حضرت میں گناہ کبیرہ سمجھتے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ جو گناہ آدمی عہد کرتا ہے وہ کبیرہ ہے اور جس سے اللہ نے منع فرمایا ہے وہ کبیرہ ہے یہ تو اقوال ہیں بلکہ لفظ کبیرہ لفظ مبہم ہے تحت میں خواہ شرع میں اس کے لیے کوئی معنی خاص نہیں کیا کیونکہ صغیر و کبیرہ امور اضافی ہیں ہر گناہ بنسبت بعض کے کبیرہ ہو سکتا ہے اور بنسبت بعض کے صغیر مثلاً اُظہی عورت کے ساتھ لیٹنا بنسبت زنا کے صغیر ہے اور بنسبت آنکھ سے دیکھنے کے کبیرہ ہے کلام مجید کی منصوصات میں بھی تفاوت درجات موجود ہے تعریف کبیرہ میں جو اقوال صحابہ کے آئے ہیں وہ بھی کچھ ایسے ہی ہیں جیسے اقوال علماء کے یا ان کو اس لیے معلوم کرنا معنی کبیرہ کے ضرور ہے سو امر محقق اس باب میں یہ ہے کہ باعتبار شریعت کے گناہ تین قسم ہیں اول وہ جنکا بڑا ہونا معلوم ہے دوسرے وہ جنکا شمار صغیرہ میں ہے تیسرے وہ جنہیں کوئی حکم شرعی معلوم نہیں ہے سوائے مبہم گناہ کے دریافت کرنے کو کسی تعریف جامع مانع لینے کی توقع کرنا گویا ایک امر ناممکن کی طرح کرنا ہے یہ بات تو جب ہی ممکن تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس باب میں کچھ فرماتے اور کہتے کہ کبار اتنے ہیں دس یا پانچ پھر اُنکے نام بتاتے لیکن ایسا اتفاق نہیں ہوا بلکہ بعض روایات میں تین اور بعض میں سات فرمائے ہیں پر عرض ایک گالی کے دو گالیاں دینا کبیرہ فرمایا ہے حالانکہ یہ نہ اُن تین میں داخل ہے اور نہ ان سات میں اس سے ثابت ہوا کہ شارع کو حصر کرنا کبار کا مقصود نہ تھا پس جبکہ شارع نے خود تعداد اُسکی مقرر نہ کی تو اب دوسرا کس طرح طمع اُسکی کر سکتا ہے اور شاید شارع نے گنتی کبار کی اسی لیے مقرر نہیں فرمائی ہے کہ لوگ کبار سے ڈرتے رہیں اور اُنکے خوف سے صغیرہ بھی مبارک نہ کریں جیسے لیلۃ القدر

اسی لئے ہم رکھا ہے کہ لوگ اُسکے لیے محنتیں کریں ہاں مجھے اتنا ہو سکتا ہے کہ ہم اجناس کا ہر کو  
 بتا دیں اور اُسکے جزئیات کو ظن و تخمین سے سمجھا دیں اور جو سبب ہیں بڑا کبیرہ ہے اُسکی بھی تعریف  
 کر دیں لیکن جو گناہ سب ضعیفین چھوٹا ہے ہم اُسکو نہیں بتا سکتے ہیں تو منکر ہے بڑا کبیرہ وہ ہے  
 جو معرفت الہی کا مانع ہوا اور اُس سے اتر کر وہ ہے جو لوگوں کی جان میں خلل ڈالے اور اُس سے  
 کٹ رہا ہے جس سے باب معیشت کا چسپو مار حیات سے بند ہو جائے یہ تین امر ایسے ہیں کہ کسی  
 ملت میں درمیان ان کے اختلاف نہیں ہو سکتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ مراتب کبار کے تین ہیں  
**ف** مرتبہ اول وہ ہے جو مانع ہے معرفت خدا و معرفت رسول سے یہ کفر ہے اور اس سے بڑھ کر  
 کوئی اور کبیرہ نہیں ہے کیونکہ جو حجاب درمیان خدا و عبد کے ہے وہ جہالت ہے اور جس ذریعہ  
 قرب الے اللہ حاصل ہوتا ہے وہ علم و معرفت ہے جتنی معرفت ہوگی اتنا ہی قرب یگا اور جتنی بہت  
 ہوگی اتنا ہی بُدرب یگا اور قریب کمالیت جسکو کفر بھی کہتے ہیں من ہونا ہے خدا سے اور نامید ہونا ہے  
 اُسکی حرمت کیونکہ یہ عین جل ہے جو کوئی اگر جلتے پہچانے گا اُس سے یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ اُسکے خلاف  
 امن میں رہے یا اُسکی حرمت سے نا امید ہو جائے اسی سبب کے قریب سارے اقسام بدعت کے ہیں  
 جنکا تعلق ذات و صفات و افعال خدا سے ہے انہیں بعض مروج بعض سے سخت ترین اور انکاف  
 مراتب اتنا ہی ہے جتنا کہ اُس نے جاہل تنہا میں فرق ہے اور جتنا کہ تعلق انکادات و شرائع و اوامر  
 و نواہی الہی سے ہے سو ہر چند مراتب اسکے بے گنتی ہیں لیکن باعتبار کتاب اس کے تین قسم ہے ایک ہے  
 جنکا داخل ہونا زیر ذکر کبار قرآن معلوم ہے دوسرے وہ جنکا داخل ہونا نیچے اُن کبار کے معلوم ہے  
 تیسرے وہ جنکے دخول و عدم دخول میں شک ہے سو طلب کرنے کا اس قسم متوسطین طبع فی  
 غیر مطیع ہے **ف** دوسرے مرتبہ کبار کا وہ ہے جسکا تعلق نفوس سے ہے کیونکہ بقا و حفظ نفوس سے دوام  
 حیات و حصول معرفت باللہ ہوتی ہے تو لامحالہ قتل نفس کبیرہ ٹھیرے گا گو بہ نسبت کفر کے کم ہو کیونکہ  
 کفر عین مقصود کوفوت کرتا ہے اور یہ فقط مفوت وسیلہ مقصود کا ہوتا ہے اس لیے زندگی دنیا کی  
 مراد نہیں ہوتی ہے مگر واسطے آخرت کے اور توصل طرف آخرت کے اُسی اللہ کی معرفت ہوتا ہے

سوق قتل کرنے میں اُسکے اضاعت ہے اور قریب بقتل کاٹ ڈالنا ہاتھ پاؤں کا ہے اور ہر وہ کام کرنا ہے جو بعضی الی الملاک ہو یہاں تک کہ مار پیٹ کرنا پھر بعض افعال میں بعض سے بڑے ہیں اسی رتبہ میں تحریم زنا و لواط بھی داخل ہے اسوجہ سے کہ اگر فرضاً سارے آدمی قضاء شہوت مردوں ہی سے کرنے لگیں تو نسل انسانی منقطع ہو جائے اور دفع موجود فریج قطع وجود سے یعنی جس طرح کہ نابود کرنا وجود انسان کا گناہ کبیرہ ہے ویسے ہی قطع کرنا اُنکی نسل کا بھی کبیرہ ہی رہا زنا سوا اُس سے اگرچہ اصل جو ذیست و نابو و نہین ہوتا ہے مگر وہ نسب پریشان کر دیتا ہے اور وراثت و عناصر اور بہت سے ایسے امور کو کہ انتظام زیت کا ہے اُنکے نہیں ہو سکتا ہے باطل کر دیتا ہے بلکہ اتمام انتظام کا ہمراہ اباحت زنا کے ہو ہی نہیں سکتا ہے امور بہائم تو منظم ہوتے ہی نہیں ہیں جب تک کہ ایک نر اُنمیں ساتھ ایک مادہ کے مختص نہ ہو پھر امور بشر کا کیا ذکر ہے اُس سے ثابت ہوا کہ جس شریعت سے اصلاح مقصود ہوتی ہے اُس میں کسی طرح زنا مباح نہیں ہو سکتا ہے و کمذا زنا رتبہ میں قتل سے کمتر ہے کیونکہ وہ نہ مفوت دوام و جود ہے اور نہ بالغ اصل وجود ہاں نمیزن ب کو بر باد کرتا ہے اور ایسے اسباب کا محرک ہوتا ہے جو ذیست و خون کی لائین ہاں زنا افلام سے اشد ہے ایسے کہ داعیہ شہوت زنا میں دو وزن طرف سے ہوتا ہے و کمذا زنا کثیر الوقوع ہے اور اسی کثرت کی وجہ سے اثر اُسکے خیر کا عظیم ہوا کرتا ہے ف تیسرا امر اموال کا ہے کیونکہ یہ اموال معاش خلق ہیں ایسے یہ بات جائز نہیں ہو سکتی کہ لوگ ایک دوسرے کا مال جس طرح چاہیں چور کر لیا چھین کر خواہ کسی اور طرح پر لے بیٹھیں بلکہ لائق یہ ہے کہ مال کی حفاظت کی جائے تاکہ جانین باقی رہیں کیونکہ بقاء نفوس کا اسی مال کے سبب ہے مگر اتنی بات ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مال لے لیتا ہے تو اسکا واپس کرنا ممکن ہے اور اگر کہا جاتا ہے تو اُس سے تاوان لے سکتے ہیں اس خیال سے مال کے لینے میں کچھ عظمت نہیں پائی جاتی ہاں اگر اس ڈھب سے لیلے کہ تدارک مشکل پڑے تو اُسدم البتہ کبیرہ ہو سکتا ہے اور اس طرح لینے کی چار صورتیں ہیں ایک یہ کہ چھپا کر لے اسکو چوری کہتے ہیں اس میں بسبب عدم

اطلاع کے تدارک نہیں ہو سکتا ہے دوسرے یہ کہ کسی یتیم کا مال کھا جائے  
تو یہ بھی حقیقت میں داخل ہے اسکا بھی کبیرہ ہونا مناسب ہے اسلئے کہ اس مال کا حقدار  
سوا سے اس یتیم کے اور کوئی نہیں ہے اور وہ سبب خرد سالی کے نالشی نہیں ہو سکتا ہے  
اور نہ اسکو کچھ خبر ہے کہ کیا ہوا بخلاف غضب و خیانت کے کہ غضب تو کھلم کھلا ہوتا ہے  
اور خیانت میں مالک امانت مدعی ہو کر اپنا حق لے سکتا ہے اسلئے انکو کبیرہ نہیں  
کہہ سکتے تیسری صورت یہ ہے کہ جھوٹی گواہی سے کسی کا مال بادرادے چوتھی صورت یہ ہے  
کہ جھوٹی قسم کھا کر کوئی مال ودیعت وغیرہ کا ہضم کر بیٹھے یہ چاروں صورتیں ایسی ہیں  
کہ ان میں تدارک نہیں ہو سکتا ہے اور نہ انکی تحریم میں اختلاف شرعی کا ممکن ہے پھر بعض  
ان میں بہ نسبت بعض کے بڑھ کر ہیں مگر سب سے تہ دوم سے جبکہ تعلق نفوس سے تھا کہ دم خج  
ہیں اور اگرچہ ان میں بعض پر شرع نے کوئی حد واجب نہیں کی ہے لیکن اسوجہ سے  
کہ وعیدات بکثرت آئی ہیں اور انتظام دنیاوی میں ان چاروں کو بہت بڑا اثر ہے  
اسلئے انکا کبیرہ گنا ٹھیک ٹھاک ہے بلکہ اناسود کا سو اسین فقط یہی بات ہے کہ دوسرے کا  
مال اسکی رضامندی سے کھایا جاتا ہے مگر جو شرط کہ شرع نے مقرر کر دی ہے اسین خلل  
آتا ہے ایسے امر میں اگر اختلاف شرعی کا ہو تو کچھ محل عجب نہیں ہے اور جبکہ غضب  
کسی کے مال کا چھین لینا کبیرہ نہیں ہے حالانکہ وہ کھانا ہے مال غیر کا بغیر اسکی رضا کے  
اور شرع کی رضا بھی اسین نہیں ہے تو پھر کھانا سود کا اسین مالک کی رضا موجود ہے  
اور فقط رضاے شرع مفقود کیسے کبیرہ ہوگا کوئی یہ کہے کہ دربارہ سود بڑا اجر آیا ہے  
اسوجہ سے کبیرہ ٹھیکر تو غضب وغیرہ مظالم کے باب اور خیانت کے باب میں بھی  
ایسا ہی زجر آچکا ہے انکا بھی کبیرہ ہونا چاہیے اور یہ کہنا کہ خیانت و غضب کی ایک  
ادھی بھی کبیرہ ہے اسین تامل ہے ظن غالب کا میل اسی طرف ہے کہ کبائر میں نہ کبیرہ  
یوں چاہیے کہ کبیرہ خاص اسکو کہیں جس میں اختلاف شرعی کا نہ ہو سکے ناکہ امور ضروریہ

دین میں سے ہو اب ان کبار میں سے جنکو ابو طالب کی لگنا ہے دشنام دہی بآدہ خواری  
 جادوگری و گریز صف معرکہ سے اور عقوق والدین باقی رہے سوائین سے مئی نوشی لائق  
 کبیرہ ہونے کے ہے تشدیات شرع اسی پر دلیل ہیں بلکہ نظر بھی ایسے کہ جس طرح حفظ  
 نفس کا درکار ہے اسی طرح حفظ عقل کا بھی درکار ہے لہذا خیر فی النفس دون العقل  
 ایسے ازالہ عقل کا کبیرہ ٹھہر گیا لکن یہ حکم ایک قطرہ خمر میں جاری نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ  
 اس سے زوال عقل کا نہیں ہوتا ہے اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ اگر ایک شخص پانی پیے اور اس میں  
 ایک بوند شراب کی ہو تو یہ کبیرہ نہوگا اگرچہ ایک قطرہ خمر محل شک ہے لکن اس وجہ سے کہ شرع  
 اُس پر حد واجب کی ہے اُس کا کبیرہ ہونا معلوم ہوتا ہے بشر کی کیا تاب ہے کہ سارے اسرار  
 شرع پر واقف ہو سکے پس اگر اسکے کبیرہ ہونے پر اجماع ثابت ہو تو اتباع اجماع کا جواب  
 ہوگا ورنہ مجال توقف باقی ہے قذف کا یہ حال ہے کہ اُمین فقط آبروریزی ہوتی ہے  
 سو رتبہ آبرو کا نسبت مال کے کم ہے پھر اسکے بہت سے مراتب ہیں سب میں بڑا رتبہ یہ ہے  
 کہ تہمت زنا کی لگاے شرع نے اسکو ایک مرتبہ عظیم جانا ہے یہاں تک کہ اُس پر حد واجب کی ہے  
 ہمارا گمان غالب یہ ہے کہ صحابہ ہر اس امر کو جہاں اجماع حد ہے کبیرہ گنتے تھے اس اعتبار سے  
 قذف بھی گناہ کبیرہ ہو سکتا ہے یعنی ایسا گناہ ہے جس کا کفارہ نماز پنجگانہ نہیں کر سکتی ہے اب مراد  
 ہماری کبیرہ سے وہی گناہ ہے جس کا کفارہ نماز پنجگانہ نہ کر سکے لکن اس نظر سے کہ اختلاف  
 شرایع کا اُمین روا ہے نہ اقسام دلیل ہے اُس کے کبر و عظمت پر نہیں ہو سکتا ہے بلکہ ممکن ہے  
 کہ شریعت کا حکم یوں ہو تاکہ جب ایک مرد عادل کسی ایک مرد کو زنا کرتے دیکھ لے تو اُس پر گواہی  
 دینا جائز ہوتا اور زانی کو فقط اسی کی شہادت پر حد زنا دی جاتی اور اگر اسکی گواہی پذیرا  
 نہ ہوتی تو نظر مصلح دنیا بھی حد ضروری نہ ٹھہرتی تو علی الجملہ وہ حد مجملہ مصلح ظاہرہ واقعہ  
 فی رتبہ الحاکمات کے ہوتی تو ایسی صورت میں اُس شخص کے عین جسکو حکم شرع معلوم ہوتا  
 قذف بھی منہ کبار کے ٹھہرتا مگر جو شخص فقط یہی گمان کرتا ہے کہ مجھ کو صرف گواہی دینا



دُریسے پر ایہ خیال کرتا ہے کہ اس گواہی پر کوئی دوسرا شخص بھی میرا ساتھ دے گا تو ایسے شخص کے  
 حقیقین کبیرہ قرار دینا اسکا زیبا تھکا جا دو کا یہ حال ہے کہ اگر اسمین کفر کی باتیں نہوں تو  
 گناہ کبیرہ ہے ورنہ اسکی بڑائی اتنی ہی ہوگی جتنا ضرر اس سے پیدا ہوگا جان جانے یا  
 بیماری وغیرہ کا ہر اقرار زحف سے اور نافرمانی والدین کی سو قیاس کی راہ سے اسکا محل و  
 میں رہنا چاہیے اور جو کہ سوائے زنا کے لوگوں کو اور کسی قسم کی گالی دینا مارنا ظلم کرنا یعنی  
 بالچھین لینا گھروں سے نکال دینا وطن و شہر چھڑا دینا داخل کبیرہ نہیں ہے کیونکہ زیادہ سے  
 زیادہ گنتی کبار زنوب کی سترہ منقول ہے اور یہ امور ان سترہ میں مذکور نہیں ہیں تو پھر بھاگنے  
 اور حقوق والدین کو بھی اگر کبیرہ کہنے میں توقف کیا جائے تو کچھ دور نہیں ہے لیکن حدیث میں  
 نام اسکا کبیرہ آیا ہے اسلئے انکو کبار میں شمار کرنا چاہیے میں کہتا ہوں اوپر گذر چکا کہ کبار  
 ظاہرہ چار سو ایک کبیرہ ہیں تو اب جمود سترہ کبیرہ پر پانی نہ رہا یہ سب معاصی مذکورہ داخل  
 کبار میں ہے بالکل متفق غزالی رحمہ کی اسجگہ یوں ہے کہ وہ فرماتے ہیں ماصول یہ تھیں کہ مراد ہمارا  
 کبیرہ ہے یہ کہ جس گناہ کا کفارہ نماز چھگاہ نہ ہو سکے اسکی تین تیس میں ایک وہ کہ یقیناً ہم جانتے ہیں  
 کہ صلوات خمس تدارک اسکا نہیں کر سکتے ہیں دوسرے وہ کہ نماز چھگاہ کو اسکا کفر ہونا چاہیے  
 تیسرے وہ جس میں توقف کیا جاتا ہے پھر یہ متوقف فیہ بھی دو قسم ہیں ایک تو ایسے ہیں جنکے  
 کبیرہ ہونے یا نہ ہونے کا ظن غالب ہے دوسرے وہ ہیں جنہیں شک ہے اور یہ ایسا شک ہے کہ بدو ان  
 نص کتاب و سنت کے دور نہیں ہو سکتا ہے اور اسوجہ سے کہ اب توقف آنے نفس جدید کے باقی  
 نہیں ہے طلب کرنا رفع شک کا محال ہے ف کریمہ ان تہتنبوا کبائر ما  
 تنہون عنہون کفر عندکم سیئاتکم سے معلوم ہوتا ہے کہ بچنا  
 کبیرہ سے کفارہ ہوتا ہے ضعیفہ کا سو یہ بات علی الاطلاق نہیں ہے بلکہ اُس صورت میں ہے  
 کہ باوجود قدرت و ارادہ کے اجتناب کرے مثلاً اگر ایک شخص کسی عورت پر قادر ہے اور  
 اُس سے وقار بھی کر سکتا ہے مگر اپنے نفس کو روک کر فقط دیکھنے اور ہاتھ لگانے پر

قانع ہو ہے تو جو تائیدی اُسکے دلیمن اس نظر و لمس کرنے سے ہوگی انکی نسبت نفس کو زنا  
 ساتھ مجاہدہ کے بچانے میں نور زیادہ ہوگا اور یہی معنی کفارہ کے ہیں یعنی عوض ہونے کے  
 لکن اگر وہ شخص نامزد ہے یا کسی اور ضرورت کی وجہ سے عاجز ہے یا کسی ڈر سے باز رہا ہے  
 تو اس حال میں وہ بچانا نفس کا زنا سے کفارہ نہیں ہو سکتا ہے اسی طرح جو شخص خواہشمند نہ ہو کہ  
 نہیں ہے یہاں تک کہ اگر اسکو شراب مباح بھی ہو جائے تو بھی وہ نہ پے تو ایسے شخص کا شراب  
 پینے سے محترز رہنا اُن چھوٹے گناہوں کا کفارہ نہ ہوگا جو ابتداء سے محال نوشی میں ہوتے ہیں جیسے خمر میر  
 وغیرہ کا سنا ہاں جو شخص کہ شراب پینے کی خواہش کھاتا ہے اور مزامیر بھی سنا چاہتا ہے مگر زامیر  
 تو باز نہیں آتا لکن نفس پر زور دیکر شراب نہیں پیتا ہے تو البتہ ترک کرنا ہی نوشی کا غالب ہے کہ  
 اُسکے دل سے اُس ظلمت کو دور کر دے جو راگ سننے سے دل پر آئی ہے اور یہ سب احکام  
 آخر تک ہیں اور ہو سکتا ہے کہ انہیں سے بعض محل تنگ میں باقی رہیں اور قسم مشابہات میں داخل  
 ہوں کہ بتنی تفصیل بدو انہیں کے معلوم نہ ہو اور رض میں گنتی اور تعریف جامع گناہ کبیرہ کی کچھ نہیں  
 آئی ہے بلکہ الفاظ مختلفہ آئے ہیں اکحال صغیرہ گناہ موافقت و اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے  
 اور امر مباح اصرار سے صغیرہ نجاتا ہے انتہی کلام الغزالی مؤلفا لکن قول محقق یہ ہے کہ اصرار کرتا  
 صغیرہ پر صغیرہ ہے اور کبیرہ پر کبیرہ ہے اور مباح پر مباح ہے کیونکہ اللہ کی رحمت اُسکے  
 غضب پر سابق ہے اور اس امر میں بھی تامل ہے کہ باوجود اجتناب کبار کے کفارہ صغائر کا ہوگو یہ  
 اجتناب سبب عجز کے ہو کیونکہ اگر باوجود عجز کے دل گناہ کو چاہتا ہے یہاں تک کہ اگر  
 قدرت مجاہدے تو ہرگز باز نہ رہے لکن محض خوفِ خدا سے وہ ارادہ اجتناب کا رکھتا ہے  
 تو کوئی وجہ اسکی نہیں ہے کہ اُسکے صغائر ذنوب صلوات خمس و حسنات مفتعلہ سے بفرہنوں  
 اعتبار اعمال کا نیت پر ہے نہ صورت پر بہت سے فقیر ایسے ہیں کہ وہ سخت محنت غنا کی اپنے دلیمن  
 ہیں اگرچہ ظاہر میں زمانہ انکی مسامتہ نہیں کرتا ہے وہ اگر مالدار ہو جائیں تو جن گناہوں سے  
 بسبب فقر و عجز ظاہر ہی کے اب تک علیحدہ ہیں یقیناً انہیں مبتلا ہو کر سب کچھ کرنے لگیں اور بہت سے

اغنیاء ایسے ہیں کہ باوجود قدرت و آسودگی کے کچھ محبت مال و دنیا کی اُسکے دلیمن نہیں ہے اگر دنیا اُسکے پاس سے فرضاً چلی جائے تب بھی اُنکو کچھ رنج اُسکی جبرائی کا نہواور باوجود ثروت و مال کے وہ کبار سے مجتنب رہتے ہیں بلکہ سرے سے اُنکا دل ہی نہیں چاہتا ہے کہ وہ زنا کرین یا شراب بین یا کوئی اور کبیرہ بجالائیں بلکہ اگر بوجہ ابتلاے دنیا کسی محفل خلاف شرع یا کسی مجلس منکرین چھینچاتے ہیں تو اُنکو سخت مکروہ رکھتے ہیں تو اس صورت میں وہ فقیر حکم اغنیاء و عاصمین میں ہو سکتا ہے اور غنی حکم فقراء و مطیعین میں غرض کہ حال کبار کا کئی طرح ہے ایک وہ کبار ہیں جن پر دنیا میں حدود و تعزیرات شرع کے وارد ہیں اُنسے پاک ہونے کی یہی صورت ہے کہ اقامت حدود و تعزیر کیجیے یہ تو بے اعلیٰ درجہ ہے کفارہ کا پھر اگر وہ کبار مستور ہے اور یہاں تیر بوجہ شرکچہ حدود و تعزیر جاری نہ ہوتی تو اللہ سے امید ہے کہ بصورت توبہ نضوح وہاں بھی وہ مستور رہیں اور معاف ہو جائیں بشرطیکہ دلیمن نہامت اور آئندہ کے لیے عدم عدم عود اور فی الحال اُنسے اقلاع حاصل ہوا ہے اور اگر مستور نہیں ہے لکن محبت عدم اجراء حدود شرعی و دیگر قوانین ملکہاری یا بوجہ حکومت غیر اسلام وغیرہ اسباب اقامت حدود و تعزیرات کا اتفاق نہیں ہوا ہے تو وہ بدستور ذمہ مرکب پڑتی رہینگے توبہ ظاہری تکفیر اُن کبار کی نہیں کر سکیگی بلکہ اُن پر تبت تعذیب کا ہوگا مثلاً ایک شخص متاہل حکم مکملہ عیاشی کرتا ہے تو شرعاً وہ لائق رجم کے ہو گیا ہے لکن اُسکا رجم سیلنے نہیں ہوتا ہے کہ قانون ملک میں یہ سزا اُسکے لیے نہیں لکھی ہے تو وہ زری توبہ سے ماقط الحد نہوگا اسلئے اُسکو ملتا ہے زنا کا ضرر ہے یہ اور بات کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت عام کے اپنا حق معاف کر دے اور صاحب حق کو عوض مظلمہ کا دے کر اُس سے بھی معاف کرادے یا اُسکی توبہ کو اثر مغفرت کا بخشے اللہم انی استلک الجنة بلا عمل عملتہ و اعدتک من الذلک بلا ذنب ترکتہ و دوسرے وہ گناہ کبار ہیں جن پر بیان کوئی حدود و تعزیرات شرعی مقرر نہیں ہے جیسے کذب و رشوت و اکلیل حرام وغیرہ اُنسے تو ہر گز کرنا واسطے سقوط سزا کے انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہو سکتا ہے بشرط توبہ کے بجالاے اور تذراک ایسے معاصی کا بفعل

حسنات کرتے تیسرے یہ کبار ترین چہر مرکب کو علم انکے کبیرہ ہونے کا سرے سے جاہل ہی  
 نہیں ہوا ہے اگر علم ہوتا تو ہرگز وہ دیدہ و دانستہ انہر اقدام و جرات نہ کرتا تو ایسے کبار کے لیے  
 بھی ایسے غفوکے ہے جس طرح کہ عمل با کلمہ المنسوخ پر بصورت جاہل کچھ مواخذہ نہیں ہوتا ہر ایسی شکل  
 میں جاہل غدر خودہ عاصی ہو سکتا ہے اور اللہ کا رحم و کرم سے زیادہ وسیع فصیح ہے ہاں شرک  
 کفر میں بانواع اعزاز جاہل کا بکار آمد نہوگا اور کوئی نوع شرک باللہ کی بغیر توبہ کے بخشی نہ جاگی  
 رہے صفائے ذنوب سو وہ بموجب وعدہ الہی و بشارت رسالت پناہی کی انشاء اللہ تعالیٰ  
 مرحوم العفو میں وضو و نماز و جمعہ و رمضان و غیرہ حسانات ہمیشہ انکی تکفیر  
 کرتے رہتے ہیں اس میں کسی طرح کا شک شبہ نہیں ہے معتذک مالک کو اختیار ہے جس صغیرہ  
 چاہے مواخذہ کرے اگرچہ ذرہ برابر ہوا و جس کبیرہ کو چاہے توبہ سے یا بے توبہ بخش دے کوئی اسکے لیے  
 گمراہ نہیں ہے ایک شخص نے بنی اسرائیل میں سوتل کیے تھے اسکے توبہ کرنے پر بخش دیا حالانکہ ایک قتل کر کے کھائے  
 چہ جائے اس صرار کے کہ اُس نے تدریج سوتل کیے تھے ایک عورت کو لٹی کے جو کھا باندھ رکھنے پر دفع  
 میں مجبور یا ایک مرد یا عورت فاحشہ کو ایک پیاسے کتے کے پانی پلانے پر بخش دیا ساری حکایات احادیث صحیحین  
 انہی ہیں کتنے نوازی کتنے گیری دونوں اسکے کام میں اور انکی حکمت اسی کو معلوم ہے ہماری طاقت نہیں ہے  
 کہ ہم مصالح ان حکم کے معلوم کر سکیں انکے لیے کوئی قاعدہ کلیہ ٹھیکر اسکیں پھر شدت و خفت معصیت کو درجات  
 ہیں اور مراتب انکے نسبت فاعلین کے متفاوت ہوتے ہیں جو سزا جزا عالم بے عمل کے لیے ہوگی  
 وہ واسطے جاہل عاصی کے ہوگی اور جو عقوبت زاہد ریاکار کو لینگے وہ فاعل مباح بے ریکے لیے  
 ہوگی جو گناہ بطور قرد و جرات کے عذر کیا جاتا ہے اسکا عقاب نہایت شدید ہوتا ہے اور جو  
 گناہ جاہل و سودنیان سے ہو جاتا ہے انکی سزا نسبت پہلے گناہ کے کم درجہ ہوتی ہے ایسیلئے اہل  
 علم نے وہ اسباب بھی لکھے ہیں جسے معاذ کبار بخانتے ہیں تاکہ انسان مرکب صغیرہ اس  
 گنہگار میں نہ رہے کہ میں مرکب کبیرہ کا نہیں ہوں جب اسکا صغیرہ کسی سبب کبیرہ ہو گیا تو  
 وہ کس طرح اچھا انتخاب کبار سے جدا سمجھ کر یقین اپنی مغفرت کا کر سکتا ہے اللہ سے اس میں ہونا

کفر ہے جس طرح کہ اُسے ناسید ہو جائیگی کفر ہے ایمان ہمیشہ درمیان خون و رجا کے ہو کر رہتا  
 نری رجا شیوہ مرجیہ کا ہے اور زخوف شیوہ خارجیہ کا اہل سنت کا مذہب یہی ہے کہ سنا  
 کو خائف و راجی ہونا چاہیے وباللہ التوفیق

## فصل

گناہ صغیرہ چند اسباب سے کبیرہ ہو جاتا ہے انہیں سے ایک ہر دو موظبت ہے اور اسی بنیاد  
 یہ بات کہی گئی ہے کہ کاصغیرۃ مم اصوار کلابۃ مم استغفار حاصل ہے کہ اگر آدمی  
 ایک کبیرہ کر کے باز رہے اور پھر دوسرے کبیرہ نہ کرے تو اگر یہ امر ممکن ہے تو توقع عفو کی امتیاز  
 میں زیادہ تر ہے نسبت گناہ صغیرہ کے جس پر مروت کیجاتی ہے اسی مثال میں ہے کہ اگر پتھر پانی کا ایک  
 قطرہ پیالے کے تار ہیگا تو اس میں نشان پڑ جائیگا اور اگر سارا پانی اُتنا جتنا کہ قطرات میں گرا  
 ایکبار کی پتھر پر ڈال دیا جائیگا تو کچھ نشان اُسکا نہوگا اسی تاثیر کی وجہ سے حضرت نے فرمایا  
 خیر لکمال دو محاوران قل تراہ الشیخان عن عایشہ رحمہما عن ابن عباس علیہ السلام  
 اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عمل اُثم اگرچہ قلیل ہو نافع ہوتا ہے اور بہت سا عمل جو ایک ہی بار  
 کیا جائے اُسے دلی روشنی و طہارت میں نفع قلیل ہوتا ہے اسی طرح گناہ صغیرہ اگر کثرت  
 ہمیشگی کرے تو اسکا اثر دل کے لیے زنا کر کے کرنے میں زیادہ ہوگا فقط اتنی بات ہے کہ  
 آدمی کا گناہ کبیرہ پر ایک بار کی مرتکب ہو جائنا بدو ن اس کے قبل و بعد اس کے کوئی گناہ صغیرہ  
 نہ کرے کتر پایا جاتا ہے مثلاً زانی جب زنا کرتا ہے تو یہ کم ہوتا ہے کہ پہلے سے ارادہ زنا کا اور  
 مقدمات زنا کے ذکر کے اسی طرح قاتل یکا یک قتل نہیں کرتے بیٹھا جب تک کہ پہلے سے دشمنی  
 و عداوت نہو اسی طرح ہر ایک کبیرہ کے ارتکاب میں ضنائب و نہایت میں گناہ صغیرہ بھی  
 پائے جاتے ہیں مگر اگر بالفرض کوئی ایسا کبیرہ نہ ہو کہ اس کے کرنے میں صغیرہ نہ لپڑے یکا یک کبیرہ ہی ہو جاتا  
 اور دوبارہ اُس کے کرنے کی نوبت نہ آتی تو غالباً اُس کے معاف ہونے کی توقع زیادہ ہے

بہ نسبت اُس صغیرہ کے چہر انسان عمر بھر مواظبت رکھے دوسرا سبب صغیرت کے کبیرہ ہو جانے کا  
 یہ ہے کہ گناہ کو چھوٹا جانے کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ آدمی جتنا اپنے گناہ کو زیادہ سمجھیکا اُتنا ہی  
 وہ گناہ نزدیک اللہ کے چھوٹا ہوگا اور جتنا کہ یہ گناہ کو صغیر حقیر جانیکا اُتنا ہی وہ نزدیک  
 خدا کے بڑا اور کبیر ہوگا کیونکہ گناہ کو بڑا سمجھنا اس بات کی دلیل ہے کہ دلیمن کراہت و نفرت اُس گناہ کی  
 موجود ہے اسلئے اسکی تاثیر بھی دلیمن خوب نہیں ہوتی اور گناہ کے چھوٹا جانے سے یہ  
 معلوم ہوتا ہے کہ دلو اُسکے ساتھ الفت ہے اسی وجہ سے دلیمن اُسکا اثر بہت ہوتا ہے  
 اور طاعت سے مطلوب بھی ہے کہ دلیمن روشنی ہو اور خطاؤں سے یہی ڈر ہے کہ دلپر سیای  
 نہ آئے یہی وجہ ہے کہ جب آدمی سے کوئی بات غفلت میں ہو جاتی ہے تو اُسپر مواخذہ نہیں ہوتا  
 کیونکہ غفلت میں دلپر اثر نہیں ہوتا ہے اور حدیث حارث بن سعید میں فرمایا ہے کہ مومن اپنے  
 گناہ کو ایسا جانتا ہے کہ گویا ایک پہاڑ اُسکے اوپر آگیا اب سر پر گرے گا اور منافق اپنی خطا کو  
 ایسا سمجھتا ہے جیسے ناک پر کچھی ٹپھی اُسکو اوڑا دیا بعض اکابر نے کہا ہے جس گناہ کی مغفرت  
 نہیں ہوتی ہے یہ وہ گناہ ہے جسکے بعد آدمی یہ کہے کہ یا لیت کل ذنب عملتہ  
 مثل هذا یعنی کیا اچھا ہوتا اگر تمام گناہ جو کہ میں نے کئے ہیں سب ایسے ہی ہوتے  
 ع ان اوشب وصل انجان باش کہ دوش پڑ اور ایمان دار کے دلیمن جو گناہ کی عظمت ہوتی ہے  
 اُسکی یہ وجہ ہے کہ وہ اللہ کے جلال کا علم رکھتا ہے جب وہ یہ جانتا ہے کہ میں نے اس گناہ سے  
 کسکی نافرمانی کی ہے تو صغیرہ بھی اُسکی نظر میں کبیرہ سمجھتا ہے اللہ نے بعض دنیا کو وحی کی تھی  
 کہ تو ہر یہ کی قلت پر نظر نہ کر یہ دیکھ کہ جسے بھیجا ہے وہ کتنا بڑا ہے اور اپنی خطا کے صغیر ہونے  
 کو مت دیکھ یہ دیکھ کہ اس خطا سے تو نے کسکا مقابلہ کیا ہے اسی بنیاد پر بعض عارفین نے کہا ہے  
 لا صغیرۃ بل کل مخالفة لله فہی کبیرۃ یعنی صغیرہ گناہ کا سرے سے  
 وجود ہی نہیں ہے جس امر میں خدا کی مخالفت کی ہے وہ کبیرہ ہے اسی طرح بعض صحابہ  
 بعض تابعین نے کہا تھا انکم لتعملون اعمالا فی اعبنکمادق من الشر کما نعدھا

علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المویقات یعنی تم ایسے کام نہ کرو  
 جو تمہاری نظروں میں بال سے بھی زیادہ تر باریک بن یعنی بے حقیقت محض ہیں ہم ان کا کو  
 زمانہ حضرت بن مہکات سے سمجھتے تھے وجہ اسکی یہ ہے کہ معرفت صحابہ کے ساتھ جلال  
 الہی کی تمام تر تھی ان کے نزدیک صفات بہ نسبت جلال خدا کے کبار تھے اور اسی وجہ سے  
 جو بات جاہل سے بڑی نہیں معلوم ہوتی ہے وہ عالم سے بڑی معلوم ہوتی ہے اور جن  
 امور میں عامی سے تجاوز کیا جاتا ہے وہ تجاوز ان جیسے امور میں عارف سے نہیں کیا جاتا  
 کیونکہ گناہ اور خلاف اتنا ہی بڑا ہوتا ہے جتنی کہ فاعل کی معرفت زیادہ ہوتی ہے تیسرا سبب  
 صغیرہ کے کبیرہ ہونے کا یہ ہے کہ گناہ کے خوش ہو اور فخر کرے اور جانے کہ مجھے جو یہ  
 کام ہوا تو خدا کی نعمت کے سبب سے ہوا ہے اور اس بات سے غافل ہو کہ خطا موجب پجائی کی ہے  
 سو جتنا مزہ صغیرہ کا آدمی کو معلوم ہوگا اتنا ہی وہ صغیرہ بڑا ہوگا اور دل کے تاریک کرنے میں  
 اسکی تاثیر قوی ہوگی یہاں تک کہ بعض گناہگار ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے گناہ و قصور و خطا کی  
 چاہتے ہیں اور اس کے ارتکاب کا فخر بنیاں کرتے ہیں شیخی گھجارتے ہیں مثلاً مناظرہ کرنیوالا  
 کہتا ہے کہ کیوں جی تنہ دیکھا کہ میں نے فلاں شخص کو کیسا رسوا کیا اور کیسے اسکے حیب  
 بیان کیے کہ وہ پشیمان ہو گیا اور کیسا اسکو بنایا اور خضیف کیا اور تاجر کہتا ہے  
 کہ دیکھو ہمنے کھوٹی چیز کس طرح نکال دی اور خریدار کو فریب دیدیا اور اسکے مال  
 میں کیسا اسکو دم دیا اور گونہ یا سوار اس قسم کی باتیں ایسی ہیں کہ ان سے صغیرہ کبیرہ ہو جاتا ہے  
 کیونکہ گناہ مہکات میں جب آدمی انہیں پہنچاے اور شیطان کی بن پڑے کہ اسے حسبِ مضمی  
 خود کام لے تو یہ جگہ نہایت افسوس و مصیبت کی ہے کہ دشمن اپنے اوپر غالب ہوا اور اسکو  
 خدا سے بعدِ حال ہوا دیکھو اگر کوئی بیمار کسی برتن میں دوا پیتا ہے اور وہ برتن اتفاقاً  
 ٹوٹ جائے اور اسکے ٹوٹنے سے بیمار اسوجہ سے خوش ہو کہ اب بچ دوا پینے کا جاتا رہا تو اس  
 بیمار کے اچھے ہونے کی کیا توقع باقی رہیگی جو تنہا سبب جس سے صغیرہ کبیرہ ہو جاتا ہے یہ

کہ اللہ کی پردہ پوشی اور مہلت دینے اور حلم فرمانے کو اسکی عنایت کا باعث سمجھو اور اسوجہ  
 ترک گناہ میں کامیابی کر سے اور یہ بھانپے کہ اس مہلت دینے سے اسکو یہ منظور ہے کہ اور زیادہ  
 گناہ کرے بلکہ یہ مہلت دلیل خشکی و ناراضی و غصہ کی ہے جسکو اس شخص نے موجب عنایات  
 و توجہات کا سمجھا ہے معلوم ہو کہ یہ شخص خدا کے عذاب سے مامون ہے اور مکامن غرور  
 باللہ سے جاہل ہے قال تعالیٰ ویقولون فی انفسہم لو کلا یعذبنا اللہ بما نقول لہم  
 جہنم یدخلونہا و یبش المصیر یعنی کہتے ہیں اپنے جہنم کیوں نہیں عذاب کرتا چکو  
 اللہ اسپر رحم کرتے ہیں کافی ہے انکو دوزخ پیشگی آئین سو بڑی جگہ چوہہ پانچواں سبب صغیرہ  
 کبیرہ ہو جائیگا یہ ہے کہ گناہ کر کے اسکو لوگوں سے کتنا پھرے یا وہ گناہ کسی شخص کے ساتھ کرے  
 کیونکہ زمین اول تو خدا کی پردہ پوشی کا دور کرنا ہے دوسرے پھر اس گناہ کی غربت دلانا ہے  
 تو کہ یا ایک گناہ کے ضمن میں دوسرے تصور ہوے اس سبب یہ تصور بڑا ہو گیا اور اگر اس دوسرے کو  
 رغبت دینے پر تانی بات اور کی ہے کہ اسکی لیے سامان اس قصور کا بھی جمع کر دیا ہے تو یہ چوتھا  
 تصور ہوا اور نہایت خراب کام ہوا حضرت نے فرمایا ہے سب آدمیوں کے قصور صاف  
 ہونگے گران لوگوں کی جو گناہ کو ظاہر کرتے ہیں رات کو ایک شخص انہیں کا گناہ کرتا ہے جسکو  
 اللہ نے اُسپر پوشیدہ رکھا تھا صبح اُٹھ کر کشف تر خدا کر دیتا ہے اور اپنے گناہ کو بیان کرتا ہے  
 سر اہ الشیخان عن ابی ہریرۃ سوائسے شخص کے قصور صاف ہونگے اسکی یہ وجہ ہے کہ شہر  
 کی صفات و نعمتوں میں ایک یہ صفت بھی ہے کہ وہ اچھی بات کو ظاہر کرتا ہے اور عین کو  
 چھپاتا ہے اور پردہ فاش نہیں کرتا ہے تو اپنے عیب کو ظاہر کرنا اس نعمت کی ناشکری کرنا  
 بعض اکابر نے کہا ہے کہ آدمی کو اول تو گنہگار کرنا چاہیے اور اگر کیا ہے تو دوسرے کو  
 ترغیب دے ورنہ دو گناہ کا مرتکب ہوگا اسی خیال سے اللہ نے فرمایا ہے المذاقون المذاقا  
 بعضہم من بعض بالمذکر و ینہون عن الموعود اور بعض سلف نے کہا ہے کہ  
 آدمی اپنے بھائی مسلمان کی پردہ دہی اس سے بڑھ کر نہیں کرتا ہے کہ اسکی مدد کسی گناہ میں



کرے اور پھر اُس گناہ کو اُس پر سہل کر دیکھا ہے چھٹا سبب صغیر کا کبیرہ ہو جانے کا یہ ہے کہ گناہ کرنے والا  
 عالم مقتدا ہو تو عالم آدمی جب کئی گناہ صغیرہ کرے اس طرح کہ اسکی دیکھا دیکھی اور لوگ بھی کرنے لگیں  
 تو یہ گناہ اُس کے حق میں کبیرہ ہو جاتا ہے مثلاً اگر ریشمی کپڑا پہنے یا نہرتب و مطلقاً سواری میں نہ اڑے  
 یا مال شبہ کا لیلہ یا بادشاہوں کے پاس آمد و شد رکھے اور انکے حال کو بُرا نہ جانے بلکہ انکی موافقت  
 کرے یا مسلمانوں کی عزت میں زبان درازی کرے یا مناسطہ میں سخت و سست بکے یا کسی کے  
 خفیف کرنے کا ارادہ ہو یا ایسے علوم سیکھے جسے فقط جاہ دنیا کے حاصل ہوتی ہے جیسے علم  
 مناظرہ یا جہل سو ایسے قصور شخص عالم کے ایسے ہوتے ہیں کہ لوگ انکی سند پکڑتے ہیں عالم  
 تو مرجحاً ہے مگر اسکی برائی باقی رہ جاتی ہے اور مدتوں تک جہان میں بھلایا ہے فطولی لمن اذاعت  
 ماتت ذوقہ معہ یعنی وہ بہت اچھا شخص ہے جب مرے تو اُسکے گناہ بھی اسی کے ساتھ مرے  
 حدیث میں آیا ہے جو کوئی ایک طریق بد نکالے تو اُس پر خود اُسکے کرنے کا گناہ ہوگا اور اُن لوگوں کا  
 گناہ بھی ہوگا جو اُس فعل کے مرتکب ہو گئے حالانکہ اُنکے وہاں سے بھی کچھ کم نہ کیا جائیگا یعنی مجرم کو  
 جد گناہ ہوگا اور بانی جرم کو جد گناہ قال تعالیٰ و تکتب ما قدما و آتارہم آثار خیر  
 اعمال کو کہتے ہیں کہ بعد گزر جانے عمل عامل کے عامل کو پہنچتے رہیں ابن عباس نے کہا ہے عالم  
 کی خرابی دوسروں کے اتباع سے ہوتی ہے اُس سے اگر لغزش ہو جاتی ہے تو وہ توبہ کر لیتا  
 مگر لوگ اُس بات کو کیے جاتے ہیں اور جہان میں منتشر کر دیتے ہیں بعض نے کہا ہے کہ  
 عالم کا قصور مثل لڑے کشتی کے ہے کہ وہ خود بھی ڈوبتی ہے اور جو لوگ اُس پر سوار چوتے ہیں  
 اُنکو بھی ڈوبتی ہے حکایت بنی اسرائیل میں ایک عالم تھا وہ لوگوں کو بچت سکھا کر  
 گمراہ کیا کرتا تھا پھر اُسکو توبہ نصیب ہوئی تو ایک مدت تک اصلاح خلق کیا کیا اللہ نے  
 اُسوف کے پیغمبر کو وحی بھیجی کہ اُس سے کہہ دو کہ اگر تو نے فقط میری ہی تصور کیا ہوتا تو البتہ میں  
 معاف کر دیتا لیکن اسکا کیا علاج ہے کہ تو نے میرے بندوں کو گمراہ کیا اور اُنکو میں نے بسبب  
 گمراہ ہو جانے کے دوزخ میں ڈالا اس سے ثابت ہوا کہ علما کے لیے بڑا خطرہ ہے ایسے

انکو دو باتیں کرنا چاہئیں اول یہ کہ سرے سے گناہ کو ترک کرین اصل امر تکب کسی نصیحت کے  
 نہون دوسرے یہ کہ اگر گناہ ہو جائے تو غنی رہے ظاہر نہونے پاسے اور بطرح کہ علما کو بسبب  
 گناہوں کے وبال زیادہ ہوتا ہے اسی طرح انکو نیکون کا ثواب بھی بسبب دوسروں کے  
 اتباع کے زیادہ ملتا ہے مثلاً اگر عالم زینت ظاہری اور رغبت فی الدنیا چھوڑ دے اور دنیا  
 شوسیر پر قیامت کرے اور کھانا بقدر بسر وقت کھائے اور پرانا کپڑا پہنے اور یہ باتیں اسکے  
 اتہلے سے اور لوگ اختیار کر لیں خواہ عالم ہوں یا عامی تو جتنا ثواب اور ون کو ملیگا وہ  
 سارا ثواب اسکو بھی ملیگا اور اگر خود عالم رغب ہے زینت میں تو اس سے بھی کم رتبہ والے اسکی  
 دیکھا دیکھی ضرور طرف اس زینت کے مائل ہونگے اور تکلف ظاہری بدون خدمت حکام  
 ظالم اور مال حرام جمیع کرنے کے ہونہیں ہو سکتا ہے تو گو یا ہی عالم ان امور کا باعث ہوا  
 بالجملہ بطرح حرکات عالم سے نفع زیادہ ہوتا ہے ویسا ہی نقصان بھی زیادہ ہوتا ہے  
 وهذا للقدم رکاف فی تفاصيل الذخوب التي التوبة توبة عنها فکبار ذنوب  
 میں وہ کبائر اکبر سمجھے گئے ہیں جبکہ متکبین پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی ہے  
 یہ لعنت بالوصف احادیث شریفہ میں بغیر تعین کے آئی ہے اور ایک جماعت پر بالتعین بھی  
 لعنت فرمائی ہے ان کبائر سے بچنا اور اس سے توبہ کرنا نہایت اہم ہے بعض امہ علم نے  
 ذکر ان ملائین کا بغیر سند کے بغرض اختصار کلام کیا ہے ہم بھی اسکو ویسا ہی نقل کرتے ہیں  
 اگر اصل احادیث پر اطلاع حاصل کرنا ہو تو کتب حدیث موجود ہیں بلکہ یہ احادیث مطاوی  
 ابواب کتاب زواجر میں مذکور ہیں بالجملہ حضرت نے لعنت کی ہے اس شخص پر جو شہود کھاتا ہے  
 اور دوسرے کو کھلاتا ہے اور گواہ و کاتب سودہتا ہے ۲ اور تصویر بنانے والوں پر  
 ۳۔ اور اس شخص پر جو منارینی حدود زمین کو مٹا دے مثل اس شخص کے جو ایک ٹکڑا ٹکڑا  
 یا مسجد لیکر اپنے گھس بن ملا لے اور مکان وقف کو لیکر اپنی ملک ٹھہرا لے ۴۔ اور وہ  
 جو کسی اندر سے کورستہ سے بہکاوے بصیر جاہل بھی اسی کے ساتھ ۵۔ جو کسی سے ۵۔ اور

وہ شخص جو ہمیشہ سے وقیع کرے۔ ۶۔ اور وہ جو عمل قوم لوط کرے یعنی اعلانِ راسخین  
 اُنہی بھی داخل ہے۔ اور وہ جو پاس کسی کاہن کے آئے یعنی خیر غیبی کو یاد دہانے کو اُنکی نصیحت  
 کرنے کو۔ ۸۔ اور وہ جو عورت کی دبر میں صحبت کرے۔ ۹۔ اور وہ جو حائض کے پاس آئے  
 یعنی اُس سے جمل کرے حالت حیض میں۔ ۱۰۔ اور وہ عورت جو مردہ پر لوط کرے اور  
 اُنپر جو اس عورت کے ارد گرد بیٹھیں۔ ۱۱۔ اور وہ شخص جو امام نماز بنے ایسی قوم کا  
 جو اُس سے کراہت کرتے ہیں۔ ۱۲۔ اور وہ عورت جو سورہ ہے اور خاوند اسکا اسپر خفا  
 یا وہ بستر سے شوہر کے الگ ہو۔ ۱۳۔ اور وہ جس نے کوئی جانور واسطے غیر اللہ کے ذبح  
 کیا۔ ۱۴۔ اور وہ جو چوری کرتا ہے تھوڑی ہو یا بہت۔ ۱۵۔ اور وہ شخص جو سب  
 صحابہ رضی اللہ عنہم کرتا ہے۔ ۱۶۔ اور وہ مرد جو زنانہ وضع بتاتا ہے۔ ۱۷۔ اور وہ عورت  
 جو مردانہ وضع بتاتی ہے۔ ۱۸۔ اور وہ مرد جو مشابہ عورتوں کے بنتا ہے۔ ۱۹۔ اور وہ عورت  
 جو مشابہ مردوں کے بنتی ہے۔ ۲۰۔ اور وہ عورت جو لباس مردانہ پہنتی ہے۔ ۲۱۔ اور  
 وہ مرد جو لباس زنانہ پہنتا ہے۔ ۲۲۔ اور وہ شخص جو راگنذر میں پاخانہ پھرتا ہے  
 ۲۳۔ اور وہ عورت جو ہاتھ کو رنگین نہیں کرتی ہے اور سرمہ نہیں لگاتی۔ ۲۴۔ اور  
 وہ شخص جو چور کو خاوند بنا اور غلام کو سید پر بھڑکاتا ہے۔ ۲۵۔ اور وہ شخص جو تھکایا  
 طرف اپنے بھائی کے اشارہ کرتا ہے یعنی تلوار وغیرہ سے اُسکو دھمکاتا ہے۔ ۲۶۔ اور وہ  
 شخص جو زکوٰۃ نہیں دیتا۔ ۲۷۔ اور وہ شخص جو اپنا سب غیر دیر سے یا اپنی غلامی غیر مالک سے  
 جوڑتا ہے۔ ۲۸۔ اور وہ شخص جو منہ پر داغ دیتا ہے۔ ۲۹۔ اور وہ شخص جو کسی حدین  
 حدودِ خدا سے سفارش کرتا ہے بعد اسکے کہ وہ حد حاکم تک پہنچ گئی ہے۔ ۳۰۔ اور  
 وہ عورت جو اپنے گھر سے بغیر اجازت شوہر کے باہر جاتی ہے۔ ۳۱۔ اور وہ شخص جو تارک  
 امر معروف و نہی عن المنکر ہے یا وجود امکان کے۔ ۳۲۔ اور وہ شخص جو شراب پیتا  
 یا پلاتا ہے یا فروخت کرتا ہے یا خرید کرتا ہے اور وہ شخص جسکے لیے شراب خریدی گئی ہے

اور وہ شخص جو اسکو بناتا ہے اور چڑھتا ہے اور جو اسکو اٹھاتا ہے اور وہ جسکے پاس اسکو  
اٹھا کر لیجاتا ہے اور وہ جو قیمت شراب کی کھاتا ہے اور وہ جو رستہ شراب خانہ کا بناتا ہے  
یگیا شخص ہوے جو زبان فاتمہ البنین پر ملعون ہیں اور خود شراب پیکھی لعنت فرمائی ہے  
۳۳۔ اور وہ شخص جو زن ہمسایہ سے حرام کرتا ہے اس ایک زنا گناہ برابر دس زنا کے  
ہوتا ہے ۳۴۔ اور وہ جو حلق لگاتا ہے یعنی ذکر کو قبض کر کے انزال کرتا ہے ۳۵۔ اور  
وہ شخص جو ان سے صحبت کرتا ہے اور اسکی بیٹی سے ۳۶۔ اور وہ شخص جو حکم میں رشوت  
دیتا ہے یا لیتا ہے اور بیچ میں پکر رشوت دلاتا ہے ان تینوں کا ایک حکم ہے ۳۷۔ اور  
وہ شخص جو علم دین کو چھپاتا ہے ۳۸۔ اور وہ جو احتکار کرتا ہے یعنی غلات کو بامید گرائی  
ترج کے باوجود حاجت کے خلق کی روک رکھتا ہے ۳۹۔ اور وہ جو کسی مسلمان کو حقیر  
کرتا ہے یعنی اسکی مدد نہیں کرتا بے مدد چھوڑ دیتا ہے ۴۰۔ اور وہ والی جسکے دلیلین رحم  
نہیں ہے یعنی سنگر ہے ۴۱۔ اور وہ مرد جو نکاح نہیں کرتے یعنی بلا وجہ و بلا مانع شرعی  
۴۲۔ اور وہ عورتین جو نکاح نہیں کرتیں یعنی بلا عذر شرعی ۴۳۔ اور وہ شخص جو کسی بیابان  
میں تن تنہا اکیلا جاتا ہے ۴۴۔ اور وہ شخص جو کسی جان دار کو نشاندہ تیرا نمازی کا بناتا ہے  
۴۵۔ اور وہ شخص جو دین میں کوئی بدعت و محدث نکالتا ہے یا کسی بدعتی و محدث کو جگہ دیتا ہے  
۴۶۔ اور وہ شخص جو قبروں پر چراغ جلاتا ہے ۴۷۔ اور وہ شخص جو مقابر میں مسجد بناتا ہے  
۴۸۔ اور وہ عورتین جو قبروں کی زیارت کرتے ہیں ۴۹۔ اور وہ عورت جو چیخ کر روتی ہے  
۵۰۔ اور وہ عورت جو سر منڈاتی ہے ۵۱۔ اور وہ عورت جو وقت مصیبت کے کہے بھارتی  
ہے ۵۲۔ اور وہ لوگ جو کہ بات کو مثل شعر کے ثقیف کرتی ہیں ۵۳۔ اور وہ شخص جو زمین  
اور بلاد میں فساد کرتا ہے ۵۴۔ اور وہ شخص جو اپنے باپ کا انکار کر کے کسی اور کی طرف  
انتساب کرتا ہے ۵۵۔ اور وہ شخص جو بیابانی عورت کو تحت زنا کی لگاتا ہے ۵۶۔ اور وہ  
شخص جو اپنے یاروں پر لعنت کرتا ہے ۵۷۔ اور وہ شخص جو قطع رحم بلا موجب شرعی کرتا ہے

۵۸۔ اور وہ شخص جو قرآن کو چھپاتا ہے یعنی اس کا حکم ظاہر نہیں کرتا ۵۹۔ اور وہ شخص جو اپنے  
 مان باپ پر ایک پرمان باپ سے لعنت کرتا ہے یعنی انکو برا کہتا ہے اور برائی سے یاد کرتا ہے  
 ۶۰۔ اور وہ شخص جو کسی سلمان سے مکر کرتا ہے یا اسکو ضرر پہنچاتا ہے ۶۱۔ اور وہ شخص  
 جو گاتا ہے یا گانا سنتا ہے ۶۲۔ اور بوڑھا آدمی جو زنا کار ہے فرمایا ہے ساتون آسمان  
 اور ساتون زمینیں لعنت کرتی ہیں شیخ زانی کو بھی حکم شیخ زانیہ یعنی بوڑھی عورت برکار کا  
 بھی ہے ۶۳۔ اور وہ شخص جو درمیان مان اور اولاد کے یا درمیان عین بھائیوں کے جدا نی  
 ڈالتا ہے ۶۴۔ اور وہ شخص جو درمیان حلقہ کے بیٹھا ہے ۶۵۔ اور وہ شخص جو علی الصلوٰۃ  
 سکر جواب نہیں دیتا یعنی حاضر مسجد نہیں ہوتا بلا عذر شرعی کے ۶۶۔ اور وہ شخص  
 جو درخت بیر کو قطع کرتا ہے ابو الدرداء نے کہا مراد اس درخت سے وہ درخت ہے جو  
 راہوں اور جنگلوں میں ہوتا ہے مسافر اسکے سایہ میں آرام پاتے ہیں ۶۷۔ اور لعنت ہے  
 اللہ لعن شطرنج پر ۶۸۔ اور وہ شخص جو باریک کرتی میں بغیر آراز چلتا ہے جس سے  
 ستر کھلی ہوئی نظر آتی ہے اُسپر فرشتے لعنت کرتے ہیں یہاں تک کہ گھر میں پھر کر آئے  
 یا توبہ کرے اور جب ظاہر ہوں بدعات اور گالی دیجائے میرے اصحاب کو تو وہ  
 عالم پر کہ ظاہر کرے علم اپنا اگر ایسا نہ کریگا تو اُسپر اللہ و ملائکہ و تمام لوگوں کی لعنت ہے  
 اللہ نے مجھ کو اور میرے اصحاب کو پسند کیا انہیں وزرا و انصار و اصہار ہیں جو کوئی  
 گالی دیگا انکو اُسپر لعنت ہے اللہ و ملائکہ و سارے لوگوں کی قبول نہیں کرتا اللہ اس سے  
 دن قیامت کو صرف اور نہ عدل سات شخص ہیں کہ نظر نہ کریگا اللہ طرف اُنکے دن قیامت  
 اور نہ پاک کریگا انکو اور فرمایا گا انکو جاؤ اگ میں ہمراہ جانے والوں کے فاعل و مفعول  
 ناکمید تاکم ہیثمہ تاکم زنی الدبر جامع درمیان زن و دختر زن زانی ساتھ زن ہمسایہ کے  
 اینا دینے والا ہمسایہ کا جو شخص والی ہو کسی امر کا میری امت سے پھر رحم نہ کیا اُسے اُنپر  
 تو اُسپر لعنت ہے اللہ کی اور جس نے نکالی کوئی بدعت مدینہ منورہ میں یا جگہ رسمی یعنی ٹھہرنے دیا

کسی بدعتی کو تو اُس پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں کا تمام لوگوں کی قبول نہ کرے گا اللہ اُس سے دن قیامت کو صرف اور نہ عدل اور جو غلام بنا غیر مولیٰ کا اُس پر لعنت ہے اللہ و ملائکہ و سارے لوگوں کی اور جو عورت چھوڑ دیتی ہے بستر اپنے خاوند کا لعنت کرتے ہیں اُس کو فرشتے صبح تک کیونکہ حق شوہر کا بی بی پر یہ ہے کہ اگر وہ اُس کو بلاے اور عورت پشت پالان پر پھوٹ بھی اُس کو اپنے جان سے نکال دوسرا حق زوج کا زوجہ پر یہ ہے کہ روزہ نفل رکھے مگر اُسکی اجازت سے اگر ایسا کر گئی تو بھوک پیاسی نہ لگے وہ روزہ اُس سے قبول نہ ہوگا اور نہ نفل اپنے گھر سے مگر اُسکی اجازت سے اگر کھائی تو لعنت کرینگے اُس پر فرشتے رحمت کے اور فرشتے عذاب کے یہاں تک کہ پھر کرے بچنے اشارہ کیا طر اپنے بھائی کے کو ہے سے یعنی کسی چھیار سے وہ لعون ہے اگرچہ وہ بھائی ایک ہی ان بچے کیونکہ لعنت کرے اللہ و اصلہ متوصلہ و اشمہ متوشمہ نامتہ منصرہ پر چھ شخص میں جعفر بن لعنت کی ہے دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ اللہ نے اُس پر لعنت کی ہے اور ہر نبی مجاب الدعوتہ نے تحریف کرنے والا کتاب اللہ کا دوسرا لفظ یہ ہے زیادہ کرنے والا کتاب اللہ میں آجھٹلانے والا اللہ کی تقدیر کا اور تسلط کرنے والا ساتھ جبر و تکلیف یعنی ظلم و زیادتی کی تاکہ عت نے اُس کو جسے اللہ نے ذلیل کیا ہے اور ذلیل کرے اُس کو جسے اللہ نے عزت دی ہے اور حلال کرنے والا اللہ کی حرمت کا اور حلال کرنے والا میری عترت سے یعنی اُس چیز کا جو منع ہے اور ترک کرنے والا میری محنت کا رہے وہ لوگ جن کو حضرت نے بالاعیان لعنت کیا ہے وہ اس حدیث میں مذکور ہیں اللہم العن رجالاً و ذکوان و عصیۃ عصوا اللہ و سوطاً یہ تین قبیلہ تھے قبائل عرب سے لکن ہو سکتا ہے کہ حضرت نے فرمایا انکا یا انکے اکثر کا کفر پر معلوم کر لیا ہو تب اُنکو لعنت کی ہے بعض علمائے کہ ہے کہ قریب لعنت دعا ہے نہ کرنا کسی انسان پر یہاں تک کہ ظالم پر جیسے یوں کہنا لا اھو اللہ جسمہ ولا سلمہ اللہ و نحو ذلک اسی طرح ہر مذہب و مرام پر اور لعنت کرنا سارے حیوانات و جمادات پر مذہب و مرام بعض اہل علم نے کہا ہے جس شخص نے لعنت کی ہے غیر مستحق لعن پر تو وہ جلدی سے یوں کہے

الا ان یسکون کلا یستغنی اور جو شخص اگر بمعروف و نایہی عن المنکر ہو اسکو اور ہر مودب کو  
 چاہیے کہ جس شخص کو مخی طلب بامرونی کرے بقصد زجر و تادیب کے تو یوں کہے یا ضعیف  
 العقل یا قلیل النظر لنفسه یا ظالم لنفسه وغیر ذلک کہ اس میں نہ کذب ہے نہ قذف  
 صریح یا کناہ یہ و تعریض کرے اگرچہ سچی بات کہتا ہو اتنی مافی الزواجرف کوئی یہ کہے  
 کہ گواہی اٹکی قبول ہوتی ہے جو کبار سے بچے اور قبول شہادت میں صغیر و گناہوں سے  
 بچنا شرط نہیں ہے اور قبول شہادت ایک حکم دنیوی ہے اور کبیرہ پر کوئی حکم دنیوی متعلق  
 نہیں ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ گواہی کا قبول خوننا کچھ خاص ساتھ کسی کبیرہ کے نہیں ہے  
 بلکہ ہو سکتا ہے کہ صغیر و گناہ سے بھی آدمی کی گواہی معتبر ہو مثلاً جو شخص مزامیر سننے اور شیخی  
 کپڑا پہننے اور سونے کی انکشتی ہاتھ میں رکھے اور چاندی سونے کے رتوان میں کہا ہے ہے  
 تو سب ائمہ کے نزدیک اسکی گواہی مقبول نہوگی حالانکہ ان چیزوں میں کوئی جی تک نہیک  
 کبیرہ نہیں ہے امام شافعی نے کہا ہے اگر کوئی حنفی نبیذ ہے تو میں اسکو حد مارو گا مگر اسکی  
 شہادت کے رد نہ کرو گا اس مسئلہ میں حد مارنے کے اعتبار سے تو نبیذ بنے کو کبیرہ ٹھہرایا گیا  
 اس کے سبب شہادت کو رد نہیں کیا یہ دلیل ہے اس پر کہ قبول و رد شہادت کچھ مخصوص صغیرہ  
 یا کبیرہ پر نہیں ہے بلکہ ہر قسم کے گناہ صغائر ہوں یا کبار تر ناقض عدالت ہوتے ہیں  
 بجز ان امور کے جن سے انسان بحسب عادت بچ نہیں سکتا مثلاً غیبت کرنا اور دوسرے  
 کی برائی کے جستجو میں رہنا اور بدگمان ہونا اور بعض باتوں میں جھوٹ بولنا اور غیبت سننا  
 اور اہم بحروف و نہی منکر کو چھوڑنا اور شہادت کی چیزوں کا کھانا اور لٹکی اور غلام کو گالی  
 دینا اور غصہ کے وقت ضرورت مصلحت سے زیادہ انکو مار پیٹنا اور ظالم پادشاہوں  
 کی تعظیم کرنی اور بدکاروں سے دوستی رکھنا اور تعلیم کرنے میں زلف و زینہ کے امور دین کو  
 مستی کرنا کہ یہ سب اس قسم کے گناہ ہیں کہ ہر اک گواہ میں ان میں سے تھوڑے یا بہت  
 ضروری پائے جاتے ہیں برادر بائیں کہ کوئی شخص فقط آخرت کو مد نظر رکھ کر لوگوں سے

کنارہ کش ہو جائے علیحدہ جا رہے اور مدت تک نفس کے ساتھ مجاہدہ کرے یہاں تک کہ  
 اگر پھر لوگوں میں آئے تب بھی ویسا ہی رہے جیسا کہ خلوت میں تھا تو ایسا شخص اس  
 قسم کے گناہوں سے خالی ہو سکتا ہے اور گواہی میں ایسے ہی لوگوں کا قول اگر معتبر ہو کر  
 تو اول تو ایسے شخص کا ملنا مشکل ہے دوسرے سارے احکام و شہادات جلتے رہیں  
 حاصل یہ کہ شہم پہنا اور باجون کا سننا اور نہ دیکھنا اور شرابخواروں کے پاس وقت بخورنے  
 بیٹھنا اور اجنبی عورتوں کے ساتھ علیحدہ رہنا وغیرہ ذلک من الصغائر اس قسم میں داخل  
 نہیں ہے ولہذا قبول و رد شہادت میں نہ کبیرہ پر نظر کیجئے نہ صغیرہ پر مگر اتنی بات ہے  
 کہ ان صغائر میں سے بھی اگر کوئی شخص کسی پر مواظبت و اصرار کر گیا تو رد شہادت میں اسکی  
 تاثیر ہو جائیگی مثلاً اگر کوئی لوگوں کی غیبت اور عیب چینی کو اپنی عادت بنا لیا یا بدکاروں  
 کی صحبت و اتحاد پر جاربہگا تو شہادت اسکی معتبر نہوگی یہ تقریر غزالی رح کی ہے حاصل اسکا  
 مطابق اُنکے بیان کے یہی ٹھہرتا ہے کہ گناہ صغیرہ اصرار کرنے سے کبیرہ ہو جاتا ہے اور  
 امر مباح اصرار سے صغیرہ بن جاتا ہے لکن اس میں نظر ہے جسکی طرف پیشتر اشارہ ہو چکا  
 اب ہم اُن کبار کو ذکر کرتے ہیں جنپر شرع شریف میں حدود و تعزیرات آئے ہیں ایک انہیں نما  
 ہے بلکہ اسکے کبیرہ ہونے پر سارے مسلمانوں کا اتفاق ہے گو حد زنا میں اختلاف ہو قال  
 تعالیٰ فلا تقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ و ساء سبیلاً سو جبکہ کوئی بکر حر زنا کر گیا  
 تو اسکو بنفس کتاب و حدیث مستطاب سو کوڑے مارے جائینگے پھر اسکو ایک سال تک  
 شہر سے نکال دینا چاہیے وہ اس شہر میں جہاں اُس سے یہ کبیرہ صادر ہوا ہے نہ رہے  
 اور اگر زانی یا ہوا ہے نکاح کر چکا ہے تو اسکو بعد جلد مذکور کے رحم بھی کرینگے یہاں تک  
 کہ مرجائے اکیبار کا اقرار کرنا زانی کا واسطے اجراء حد کے کفایت کرتا ہے اور جہاں  
 تکرار آئی ہے مراد اُس سے استثنیات تھانہ یہ کہ تکرار اقرار شرط اقامت حد ہو یا نہ  
 زنا کے لیے ہونا چار گواہ کا پر ضرور ہے کتاب و سنت اسپر دلیل ہیں اور کسی کا خلاف



معلوم نہیں ہے اس قرار و شہادت میں تصریح ایلج فرج بالقرع کے ہونا لایہے او شہادت کر  
 سقوط حد کا ہو جاتا ہے مثلاً اقرار کر کے کر جائے یا عورت کواری ہو یا اس کے بدن میں ہڈی ہو  
 یا مرد نامرد و محبوب ہو دوسرے اکیرہ غلام ہے اسکی حد بھی قتل ہے اگرچہ کواری ہو یہی حکم مفعول کا  
 بھی ہے کہ اسکو بھی جان سے مارین جبکہ وہ مختار ہو نہ مجبور ہاں ناکح ہیمہ کو تفریح یا جنگی نہ حد  
 تیسرے اکیرہ چوری کرنا ہے جب کوئی شخص مکلف مختار ہو کر مال محرز سے بقدر ربح دینا چورائیگا  
 تو اسکا داہنا ہاتھ کاٹا جائیگا بنص کتاب و سنت اور اکیسار کا اقرار یا دو شہادت کافی ہے  
 لکن اگر مسروق حد قبل بلوغ اس مقدمہ کے تا سلطان معاف کر دیگا تو حد ساقط ہو جائیگی نہ بعد  
 بلوغ کہ اسدم اقامت واجب ہو جاتی ہے ہاں خائن و غارتگر و اوچکے پر حد قطع یہ نہیں ہے  
 چوتھا اکیرہ حید عاریت ہے اس میں قطع ید آیا ہے خلافاً للجمہور پانچواں کبیرہ قذف محصنات ہے  
 اس میں فقط انشی کوڑے مارنا واجب آتا ہے اسکا ثبوت اقرار واحد قاذف یا دو شہادت عدل  
 ہو جاتا ہے اور اگر توبہ نہ کریگا تو اسکی شہادت قبول نہوگی ہاں اگر چار گواہ اپنے قذف کے  
 لئے ایک گواہ کو حد ساقط ہو جائیگی یا مقذوف اقرار زنا کر لے تب حد ساقط ہو چھٹا اکیرہ شرابخواری  
 اسکی حد راسے امام پر ہے چالیس کوڑے مارے یا کم زیادہ یا جوتے لگائے ایک بار کا اقرار یا گواہی دو  
 مرد عدل شمار کی کفایت کرتی ہے اگرچہ تھے پُر ہو اس میں حکم قتل کا منسوخ ہو چکا ہے قف تعزیر  
 ان محاصی میں ہوتی ہے جن میں وجوب حد کا نہیں ہے یہ تعزیر کبھی جس کے ساتھ اور کبھی ضرب  
 ساتھ اور کبھی نجی ہا کے ساتھ ہوتی ہے لکن دس کوڑوں سے زیادہ ہمارے ساتھ تو ان کبیرہ  
 رہ رہتی ہے اسکی حد قرآن پاک میں قتل یا صلب یا قطع ید و رجل یا نفی زمین سے آئی ہے  
 امام بخاری حد مناسب جانے قائم کرے لکن اگر وہ قبل قدرت کے تائب ہو جائیگا تو حد  
 ساقط ہو جائیگی قف وہ لوگ جو مستحق قتل کے ہیں ان میں ایک حربی دوسرا مرتد تیسرا ساحر چوتھا  
 کاہن پانچواں دشنام دہندہ خدا اور رسول و اسلام و کتاب و سنت و طاعن فی الدین ہے  
 چھٹا زندیق لکن پہلے اسے توبہ طلب کر لین اگر تائب نہون تو مارے جائیں و الا فلا ساتوان

زانی محض اٹھوان لوٹی مطلقاً نوان محارب **ف** مطلب ہمارا بیان سے ان کبار کے اسبجہ فقط  
 یہ ہے کہ اجراء اثر توبہ کا ان معاصی میں بھی ہوتا ہے اقامت حدود و تعزیرات کا اتفاق اگر  
 طرف سے حاکم کی یا انکی درخواست پر ہوا تو یہ سب سے بہتر ہے کفارہ و بطور حال ہو گیا اور اگر بوجہ حقوق  
 شہادت وغیرہ اسباب کے ظاہر میں وراحد ہوا اور اسنے درمیان اپنے اور ارحم الراحمین کے  
 توبہ کر ڈالی حالانکہ نفس لاملین مستحق حد کا ہو چکا تھا تو بھی اسے یہ کہ جس طرح اللہ نے  
 یہاں اسکو مستور رکھا تھا اور تعذیب حدود سے بچالیا تھا وہاں بھی مستور و محفوظ رکھے  
 اور اگر یہاں مستور نہیں رہا ہے تو وہاں کا مواخذہ اسکے ذمہ قائم ہے شمار اسکا معذبین  
 ہو گا بشرطیکہ موحد ہے اور اگر مشرک ہے تو پھر بالیقین داخل ہا لکین ہے عیاذ اللہ جو کبار  
 ذنوب اس قسم کے ہیں کہ دنیا میں انپر کوئی حد و تعزیر وارد نہیں ہوئی ہے بلکہ محض عید کثرت  
 آئی ہے تو وہ توبہ کرنے سے بخش دیئے جاتے ہیں خصوصاً وہ کبار جو خاص درمیان اسکے  
 اور اکرم الاکرین کے ہیں سب سے وہ کبار ذنوب جو درمیان اسکے اور انبار جنس کے ہیں جنکو  
 حقوق عباد کہتے ہیں سو انکی صورت یہ ہے کہ اگر دنیا میں اسنے اقالہ انکا صاحب حق سے  
 کر لیا ہے تو وہ بھی معفو ہو جاتے ہیں اور اگر اقالہ نہیں کر لیا ہے یا اصحاب حقوق نے معاف  
 نہیں فرمایا ہے تو پھر توبہ کرنے سے معافی انکی نہیں ہو سکتی ہے وہ بدستور اسکے ذمہ پر باقی  
 رہتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے گناہوں کو نہیں بخشتا ہے جس سے تعلق کیسے حق کا ہوتا ہے  
 اسکی معافی اللہ نے رفاے صاحب حق پر رکھی ہے وہ قیامت کے دن اپنا حق ظالم سے لیگا  
 یا اللہ اس سے معاف کرا دیگا اگر اللہ کو اسکا بخشتا منظور ہے ورنہ بعد عذاب عقاب کے  
 بقدر اس جرم کے نظریہ قلت و کثرت و شدت و خفت معصیت بشرط بقائے اہل ایمان کے  
 توقع نجات کی ہوتی ہے پھر بعض گناہ زمین ایسا بھی ہوتا ہے جو کہ مشترک ہے درمیان رب و  
 عسکے جیسے زنا کہ زمین حق یعنی زوج کی بھی ہے اور ہتک حرمت شرع آئی کا بھی ہے آپ جہ  
 اسکا مثلاً توبہ کی تو اللہ اپنا حق تو اس سے معاف کر سکتا ہے رہا حق بندہ کا سو یہ ایسا حق ہے

کہ اگر فرماوہ معاف بھی کر دے یعنی کہہ سکے تو نے جو زنا اُسکی زوجہ سے کیا ہے وہ میرے  
 معاف کیا تو بھی حد شرعی اُس سے یہاں ساقط نہوگی اور نہ توبہ واسطے اُسکے عفو کے  
 کفایت کر سکتی ہے یہ معصیت جب ہی دور ہو کہ یا تو دنیا میں حد جاری ہو یا عقبیٰ میں  
 مغذب ہو کر نجات پائے یا اللہ رحم کرے اور کوئی صورت عفو کی بلا عقاب کے نکال دے  
 لیکن اسکی تصریح دلیل لا نظر سے نہیں گذری ہاں جو نہ ثالث حاشیہ ثانی صفحہ ۱۶۷-۱۶۸ سطر ۳۲ میں  
 لکھا ہے کہ بیری نے شرح اشباہ میں جواہر سے نقل کیا ہے رجل شرب الخمر و زنا ثم تاب  
 ولم یجد فی الدنیاھل یجد لھو فی الآخرة قال الحدود و حقوق اللہ تعالیٰ الا انہ  
 تعلو بہ لحق الناس وھو لا ینزج ارفاذا تاب توبتھ نضوجاً ارجوان  
 لا یجد فی الآخرة فأنہ لا یكون اکثر من الکفر و الردۃ وانہ یزول  
 بالاسلام والتوبۃ

## تذکرہ

احمد گاہیک بحث یہ ہے کہ کونسا صبر اللہ کو زیادہ تر محبوب ہے وہ صبر جو اداسے اوامرو واجباً تک  
 ہوتا ہے یا وہ صبر جو ترک نواہی و محارم الٰہی پر ہوتا ہے سوائے اس مسئلہ میں بل علم کا تازع ہے  
 ہر طرف ایک جماعت علما کی گئی ہے باب نم عدد الصابرين میں حافظ ابن القیم نے  
 اس بحث کو مع ادلہ فریقین بہت بسط سے لکھا ہے آدمی نے رسالہ اداۃ التکریمین  
 ۱۵ سکو ترجمہ کیا ہے صفحہ ۲۰ سے صفحہ ۲۸ تک یہی بحث ہے حاصل کلام کا اس مقام میں یہ ہے  
 کہ صبر کرنا فعل مامورات پر افضل و اجل ہے صبر کرنے سے ترک مخطورہ پر کیونکہ فعل مامورات  
 محبوب تر ہے اللہ تعالیٰ کو ترک مخطورہ سے اسلئے صبر کرنا احب الامرین پر افضل و اعلیٰ  
 ہوگا اس دعوے پر بیش دلیلین ہیں قال ابن القیم واذ اتبعت بفعل المأمور افضل  
 فالصبر علیہ افضل انواع الصبر و بہ یسہل علیہ الصابر عن المخطور

والصبر على المقدرة فإن الصبر الاعلى يتضمن الصبر الادنى والعكس قد ظهر لك من هذا  
 ان الاقسام الثلاثة متلازمة وكل نوع منها يعين على النوعين الآخرين وان كان  
 من الناس من قوة صبره على المقدرة اقوى فاذا جاء الامر والنهي فقوة صبره  
 هناك ضعيفة ومنهم من هو بالعكس فذلك ومنهم من قوة صبره في جانب الامر  
 اقوى ومنهم من هو بالعكس والله اعلم

فكل ما لا يقية سهل

ان خلت الله يعجز انه

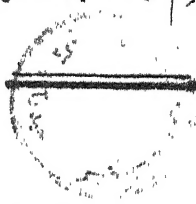
واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين وصلى الله تعالى على رسوله وآله  
 وصحبه اجمعين

۲

مَا

۲

خداوند تعالی کے ہزاروں احسان کہ جس نے ہم کو کتاب سنت سے صراط المستقیم کا مالک  
 بنایا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیشمار انعام جن کے طفیل سے اوامر و نواہی میں فرق  
 پایا اما بعد یہ ایک رسالہ ہے جس کے پڑھنے سے مرآت قلوب رنگ ذنوب سے صاف  
 ہو جاتے ہیں اور ہر فصل و باب سے غاصی و گنہگار بعد توبہ و استغفار وعدہ جنت و نعيم پاتے ہیں  
 چنانچہ تمام اس کتاب سراب برکات کا توفیق المعاصی الطبقات الى اتحاء الدار  
 والدجنات ہو اور کتاب و خائف کے لئے بشرط عمل پر رسالہ سرایہ نجات ہے۔  
 الحمد لله على احسانه كرمه و يقعه سنة هجرى من جيبك سر مشددين اولوالابصار اور  
 مطبع فضيل عام سن سالہ کی برکت سے گویا مطلع الانوار ہوا



# صحت نامہ توزیع المعاصی

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۲	۱	ہل	اہل	۲۹	۱	بقصعة	لقصعة
۳	۲	اسباب کا	اسباب کا ہی	۳۹	۲	اعدت	اعدت
۴	۱۸	مبغوض	مبغوض خدا	۴۰	۴	چاہتے	چاہتا
۶	۱۵	تروہم	تردہم	۴۰	۲۰	المکفرة	المکفرة
۸	۲۰	قسم میں	قسم میں	۴۲	۱۴	بیچن	بیچنی
۹	۲	ادل	الذل	۴۳	۱۸	اسکے کہ اس	اسکے کہ اس
۱۰	۱۱	اصحاب میں	اصحاب میں	۴۴	۱۴	پر عرض	پر عرض
۱۲	۱۸	یسی	سیسی ہے	۴۵	۱۲	اسی تہ	اسی رتبہ
۱۳	۱۱	تارک	وتارک	۴۸	۱۸	دوم	دوام
۱۹	۶۰	لوگ	لوگ ہو گئے	۴۸	۱۶	دلیل ہے	ہے دلیل
۲۲	۱۱	المقدس	المقدس	۵۰	۱۳	کرتا	کرتا
۲۳	۴	ہونی	ہوتی	۵۲	۱۲	بلانے	پنالے
۲۴	۱۴	رت	زیت	۵۳	۱۳	اسکو	اوسکو
۲۶	۲۰	ماجین	ناجین	۵۴	۵	سکی	ادسکی
۲۷	۲۰	متفاوت	متفاوت	۵۵	۱۳	گمر	اگر
۲۸	۱۴	فردوس	فردوس اعلیٰ	۵۵	۱۴	پنجاہ	پنجاہ
۲۸	۸	ایذا سے	ایذا اسی	۵۶	۱۸	گناہ ہے	گناہ ہے

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۶۱	۱۱	آزار	آزار	۵۷	۹	حب	کرجب
۶۳	۱۸	پادشاہو	پادشاہوں	۵۸	۱۸	اسی	اسی
۱۹	۱۹	زن فرزند کے	امور دین کے	۵۹	۱۹	کیا کیا	کرتار یا
۶۵	۷	امور دین کو	ہو جائیگی	۶۰	۹	اس وقت	اس وقت
۶۶	۳	ہو جائیگی	دراو	۶۱	۱۱	سود	سود کا
۶۷	۷	دراو	یجد	۶۲	۹	بتاتا ہے	بتاتا ہے
۶۸	۷	یجد	یجد	۶۳	۹	حاجت کے	حاجت
۶۹	۷	یجد	یجد	۶۴	۱۱	کرتی	پیراں